بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآنی واقعات سے نصیحت: ۴

سورۃ التحریم
سے ملنے والی نصیحتیں

تصنیف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مفتی محمد شعیب صاحب مظاہری

(خطیب مسجد وزیر النساء، احمد نگر، مانصاحب ٹینک، حیدرآباد)

ناشر

عظیم بک ڈپو، جامع مسجد دیوبند، یوپی، انڈیا۔

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ **سورۃ التحریم سے ملنے والی نصیحتیں**

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مفتی محمد شعیب صاحب مظاہری

سنہ طباعت:۔ ۲۰۱۹ء

تعداد اشاعت:۔ 500

کمپیوٹر کتابت:۔ النور گرافکس، حیدرآباد، تلنگانہ۔9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ۝ (القمر:١٧)

ہم نے قرآن کو آسان کردیا ہے، ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو مسلم اور غیر مسلم دونوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے، اس کے آسان کردینے سے مراد مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ معارف القرآن میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں: ”اللہ نے ہر عالم و جاہل، چھوٹے بڑے کو عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی حد تک قرآن مجید کو آسان فرمادیا ہے، البتہ اس سے مسائل اور احکام نکالنا یہ عوام الناس کا کام نہیں، یہ صرف اہل علم کا کام ہے، اس آیت کا سہارا لے کر قرآن کی مکمل تعلیم اور اس کے اصول وضوابط جانے اور سیکھے بغیر احکام و مسائل بتلانا گمراہی کا راستہ ہے“۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلتَّحْرِیْمُ (حرام کرلینا)

سورۃ التحریم، یہ مدنی سورۃ ہے، ۷و۸ / ہجری میں نازل ہوئی، پارہ: ۲۸ میں ہے۔

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَکَ تَبْتَغِی مَرْضَاتَ أَزْوَاجِکَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِیمٌ o (آیت: ۱)

اے نبیؐ! جو چیز اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اُسے کیوں حرام کرتے ہیں؟ اور اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

حلال چیزوں کو اللہ کے حکم کے بغیر حرام کر لینے کی ممانعت:

اس آیت میں قانونِ الٰہی کے خلاف کوئی بھی کام کو حرام وحلال کرنے سے منع کیا گیا ہے، بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھریلو واقعہ کی طرف ٹوک کر اشارہ کیا گیا، لیکن اللہ نے اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید میں رکھ کر امت مسلمہ کو اللہ کی مقررہ حرام وحلال، جائز وناجائز، پاک وناپاک چیزوں کے حدود کو توڑنے کی ممانعت کردی ہے، اس میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ اللہ نے جو احکام حرام وحلال اور پاک وناپاک سے متعلق دئے ہیں وہ اپنے علم و حکمت کی بناء پر دئے ہیں، جو قانون اور جو ضابطے بنائے ہیں وہ سب اللہ کے علم وحکمت سے بنائے ہیں، اللہ ہی اکیلا مخلوقات کے لئے علیم وحکیم ہے، اور صرف اُسے ہی انسانوں اور دیگر مخلوقات کے لئے حلال وحرام کی تمیز کے ساتھ زندگی گذارنے کا قانون بنانے کا حق و اختیار ہے، انسان اس تعلق سے نہ خود مختار ہے اور نہ آزاد، عام انسان تو الگ پیغمبر کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اللہ کے اشارہ اور حکم کے بغیر اللہ کے مقرر کردہ قانون اور ضابطوں میں ردو بدل کرے، انسان اللہ کا بندہ ہے اور اللہ اس کا خالق ومولا اور آقا ہے، اس لئے سوائے انسان کے خالق کے کوئی نہیں جانتا کہ انسان کے لئے فائدہ اور نقصان کن کن چیزوں میں ہے؟ اس نے جو چیز بھی حلال رکھی وہ انسان کے فائدے ہی کے لئے رکھی اور جو چیز حرام کی

وہ انسان کونقصان سے بچانے اورآزمائش کے لئے رکھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنی ازوج مطہرات ؓ کے ساتھ حسن سلوک

بخاری، مسلم، ابوداؤ داور نسائی میں حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر روز کا یہ معمول تھا کہ وہ نماز عصر کے بعد تمام ازواج سے ملاقات کرنے کچھ دیر ٹھہر کر چکر لگایا کرتے تھے، حضرت زینب ؓ جو رسول اکرم ﷺ کے حرم میں آچکی تھیں ان کے پاس اکثر شہد آیا کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ کو شہد بہت پسند تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کی ضیافت اور تواضع میں شہد پیش فرمانے لگیں، جس کی وجہ سے آپ کو ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر ٹھہرنا پڑتا تھا، ویسے تو آپ ؐ ہمیشہ سب بیویوں کے درمیان عدل فرماتے تھے، لیکن ان کے پاس زیادہ دیر ٹھہرنے پر حضرت عائشہ ؓ اور حضرت حفصہ ؓ کو رشک ہوا اور کچھ گراں بھی گذرا، ویسے تو سب ازواج ؓ کا رسول اللہ ﷺ سے محبت کا حال یہ تھا کہ وہ یہ تمنا اور خواہش رکھتی تھیں کہ حضور ﷺ کی توجہات کا وہ مرکز بنی رہیں اور زیادہ وقت آپ ؐ کا ان کے ساتھ گذرے، یہ کوئی بُری بات نہیں تھی، جس کو محبت زیادہ ہوتی ہے وہ اسی طرح کے جذبات وخیالات اور گمان میں رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو حضرت زینب ؓ کے پاس زیادہ دیر ٹھہرنے سے روکنے کے لئے حضرت عائشہ ؓ اور حضرت حفصہ ؓ دونوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ جس وقت حضور ﷺ ہم لوگوں کے پاس آئیں تو ہم یکے بعد دیگرے آپ ؐ سے پوچھیں گی کہ کیا آپ نے مغافیر کا پھل کھایا ہے؟ آپ ؐ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے، مغافیر ایک قسم کا پھول ہوتا ہے جس میں بساند بو آتی ہے، اگر شہد کی مکھی اس پھول کا رس چوس لے تو اس کے شہد میں بھی بساند بو کا اثر آجاتا ہے، رسول اللہ ﷺ بہت نفاست پسند تھے، بو والی چیزوں سے بہت دور رہتے تھے، دونوں نے مل کر یہ غلط فہمی پیدا کرنے کا منصوبہ بنایا اور کامیاب ہوگئیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج ؓ کی خوشی کی خاطر شہد نہ کھانے کی قسم کھالی:

رسول اللہ ﷺ نے ان کے یکے بعد دیگرے اس طرح سوال کرنے پر سچ سمجھ لیا کہ شاید شہد میں مغافیر کی بو آ گئی ہے، آپ ؐ نے فوراً اپنی ازواجؓ کی خوشی کی خاطر قسم کھالی کہ میں آئندہ سے شہد نہیں استعمال کروں گا، مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کا اظہار حضرت حفصہؓ کے سامنے کر دیا اور اس کو راز میں رکھنے کی تاکید کی تاکہ حضرت زینبؓ کو اس بات سے تکلیف نہ ہونے پائے۔

رسول اللہ ﷺ کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے فوراً ٹوک دیا:

رسول اللہ ﷺ نے جیسے ہی شہد نہ کھانے اور اپنے اوپر حرام کر لینے کی قسم کھائی تو اللہ نے اس آیت کے ذریعہ فوراً ٹوک دیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے شہد نہ کھانے کو کوئی عقیدۃً حرام سمجھا، نہ شرعاً حرام قرار دیا اور نہ ہی عام مسلمانوں کو استعمال سے منع کیا، بلکہ صرف اپنی ذات پر اس کے استعمال کو حرام کر لیا، مگر اللہ تعالیٰ نے شہد سے متعلق اس چھوٹے سے واقعہ کو ذریعہ بنا کر فوراً ٹوک دیا اور شہد جیسی نعمت کو حرام کر لینے سے منع کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس عمل پر فوراً کیوں ٹوکا گیا؟

رسول اللہ ﷺ کے اس عمل پر فوراً کیوں ٹوکا گیا؟ اور یہ کیوں دریافت فرمایا کہ آپ ؐ کیوں اس چیز کو حرام کر رہے ہو جسے اللہ نے آپ ؐ کے لئے حلال رکھا ہے؟ کیا آپ ؐ یہ اپنی بیویوں کی خوشی کی خاطر عمل کرنا چاہتے ہیں؟ پھر آپ ؐ کو فوراً قسم توڑنے، کفارہ ادا کرنے اور استغفار کی تاکید کی گئی۔

اس ٹوکنے میں کیا راز چھپا ہے؟

اس آیت میں بظاہر رسول اللہ ﷺ کو ٹوکتے ہوئے امت مسلمہ کی تربیت کی جارہی ہے کہ وہ اللہ کے قانون وضابطوں کا پوری طرح پاس ولحاظ رکھے اور اپنی مرضی یا نفس کی خواہش یا لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کسی چیز کو حرام وحلال نہ کر لے، حضور اکرم ﷺ کو ٹوک کر امت کو غلط فہمی سے بچانا مقصود تھا، اور یہ تعلیم دی گئی کہ اگر مسلمانوں میں کوئی کسی جائز اور حلال چیز کو حرام کر لینے کی قسم کھا بیٹھے تو اس کو یہ تاکید کی گئی کہ وہ قسم توڑ دے اور

حرام کردہ چیز کو حلال کردے اور کفارہ ادا کرے، اور اس پر اللہ سے مغفرت وتوبہ کرنا واجب ہے، مفسرین نے یہ بتایا ہے کہ اللہ کے نزدیک اس طرح قسم کھانا گناہ ہے۔

یہ حکم آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی قسم توڑ دی اور شہد کا استعمال فرمایا، ایک غلام کفارہ میں آزاد کیا اور اللہ سے مغفرت طلب کی۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اگر کسی حلال چیز کو قسم کھائے بغیر اپنے اوپر حرام کرلے تو کفارہ لازم نہیں آتا بلکہ آدمی کفارہ کے بغیر وہ چیز استعمال کرسکتا ہے، بیوی کے لئے بھی یہ بات نہ کہی جائے کہ اس سے مباشرت میرے لئے حرام ہے۔

ہر حالت میں اللہ کے حدود کی پابندی لازم ہے:

انسان پر مرنے تک ہر حالت میں اللہ کے حدود کی پابندی کرنا لازم ہے، لیکن انسان کی یہ عام عادت ہے کہ جب وہ کسی سے خوب محبت کرتا ہے یا کسی سے نفرت اور غصہ کرتا ہے تو محبت اور نفرت کی وجہ سے انسان اللہ کے حدود کا خیال نہیں رکھتا، ماں باپ، بیوی بچے اور اہل و عیال سے دلداری ان کی خوشنودی کوئی خراب بات نہیں، قرآن وحدیث میں باقاعدہ اس کی ترغیبات موجود ہیں، مگر عام انسان محبت میں غلو اختیار کرتا ہے اور اللہ کے حدود توڑ دیتا ہے، حسن سلوک، دلداری اور محبت کا اظہار دوسروں کی رضاء وخوشنودی سب کچھ اللہ کی بھیجی ہوئی شریعت کے حدود میں ہو، اگر اللہ کے حدود سے باہر ہوجائے تو فتنہ وفساد بن جاتا ہے، چنانچہ انسانوں کی تاریخ یہ بتلاتی ہے کہ انسانوں نے بزرگوں کی محبت میں غلو کیا، پیغمبر کی محبت میں غلو کرکے ان کو خدا کا بیٹا بنادیا، اسی طرح عورتوں اور اہل وعیال کی محبت میں حد سے آگے بڑھ کر بہت سارے اعمال شریعت کے خلاف کرتا ہے اور اللہ کے حدود توڑتا ہے۔

چنانچہ آج انسانی معاشرے میں بے پردگی، نیم عریانیت، جاہلانہ رسم ورواج، فضول خرچی، ناچ گانا، بجانا، یہود ونصاریٰ کا کلچر اختیار کرنا، حرام مال کمانا، حرام مال کھانا، یہ سب اپنے اہل وعیال کو خوش کرنے اور ان کی محبت میں اللہ کے حدود سے تجاوز کرکے کی جارہی ہیں، ان اعمال کے کرنے میں اسے اللہ کے حدود کے ٹوٹنے کی بالکل پرواہ ہی نہیں ہے۔

حضرت محمد ﷺ عام انسان نہیں، اللہ کے نبی ورسول ہیں

رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ اور ذمہ داری عام انسانوں جیسی نہیں تھی؛ بلکہ آپؐ کی حیثیت اللہ کے نبی اور رسول کی تھی، اور پوری امت کے سدھار کی ذمہ داری آپؐ پر تھی، اور آپؐ کی زندگی قیامت تک کے لئے نمونہ، تقلید اور مثال ہے، اگر رسول اللہ ﷺ اپنے کسی عمل سے اللہ کی حلال کردہ چیز کو اپنے اوپر ہی صحیح؛ حرام کر لیتے تو آپ ﷺ کے اس عمل سے یہ خطرہ پیدا ہوسکتا تھا کہ قیامت تک امت بھی اس چیز کو حرام کر لیتی، یا اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو جب چاہے اور جیسے چاہے اپنے اوپر حرام کر لینا دین میں آسان سمجھتی، اس طرح آپ ﷺ کی اتباع میں امتی اپنی جی کی خواہش یا اہل وعیال کی خواہش پر اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کر لیتے اور کوئی گناہ نہیں سمجھتے، حضور ﷺ نے اپنے لئے یہ عمل خود اپنی خواہش پر نہیں بیویوں کو خوش کرنے کے لئے کیا تھا۔

نبی کی زندگی اور زندگی کا ہر عمل امتیوں کے لئے مثال اور نمونہ ہوتا ہے، وہ قانون کی شکل بن جاتا ہے، عام آدمی کوئی نیا کام کرے تو اس کی کوئی بھی تقلید اور نقل نہیں کرتا اور نہ اس کی کوئی بہت اہمیت ہوتی ہے، اس لئے اللہ اپنے نبیوں پر کڑی نظر رکھتا ہے، ان کا ہر عمل اللہ کی مرضی ومنشاء کے خلاف نہیں ہونا ضروری ہے، اور اگر بھول چوک اور غفلت سے کوئی عمل ایسا ہوجائے تو فوراً اس کی اصلاح ہونا ضروری ہوجاتا تھا؛ تاکہ اللہ کا بھیجا ہوا دین قانون، ضابطہ اور اصول صحیح شکل میں برقرار رہیں، اس لئے کہ رسول کی زندگی، اللہ کی کتاب کی عملی مثال اور نمونہ ہوتی ہے، اسی کی نقل سے انسان کتاب اللہ پر صحیح عمل کرسکتا ہے، اللہ نے اس آیت میں یہ تاکید کی کہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا جو عمل آپ ﷺ سے صادر ہوا ہے وہ اللہ کو ناپسند ہے، اس لئے اللہ نے قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنے کا حکم دے دیا اور یہ تعلیم دی کہ اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کر لینے کا اختیار نبی کو بھی نہیں ہے۔

یہود نے اونٹ کا دودھ و گوشت اور خرگوش کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا:

یہود نے اپنے اوپر اونٹ کا دودھ اور گوشت کھانا حرام کرلیا تھا، یہ اس لئے ہوا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی کسی مجبوری سے اونٹ کا گوشت نہیں کھاتے تھے، لیکن انہوں نے اُسے اپنے لئے حرام نہیں کرلیا تھا، مگر یہود نے اپنے لئے دودھ اور گوشت دونوں حرام کرلیا، اسی طرح اگر نبی کریم ﷺ شہد نہ کھاتے تو مسلمان بھی اپنے نبی کی نقل میں شہد کو کبھی ہاتھ نہ لگاتے، اور آہستہ آہستہ دین کی شکل بگڑ جاتی۔

ہر عام وخاص کو اللہ کے حدود کی پابندی کرنا لازم ہے:

اللہ نے نبی پر گرفت فرما کر ہر مومن پر یہ بات کھول دی کہ جب پیغمبر اور ان کی ازواج اللہ کے حدود سے ہٹ کر نہیں چل سکتے تو عام وخاص مسلمانوں کو کسی طرح کی چھوٹ نہیں، پیغمبر اپنے ذاتی شوق اور بیویوں کی خوشی کی خاطر بھی کوئی ایسی بات یا عمل نہ کرے جو بال برابر اللہ کے حدود سے ٹکرانے والی ہو، ورنہ وہ پوری امت کے لئے ایک غلط مثال بن جاتی ہے، اس لئے اصلاح کرنے والے قوم کے ذمہ دار اس کا پورا خیال رکھیں، کیونکہ لوگ انہی کو مثال بنا کر زندگی گذارتے ہیں۔

اللہ کے نزدیک نبی ﷺ اور ان کی ازواج مطہراتؓ سے زیادہ محبوب کون ہوسکتا ہے، مگر پھر بھی اللہ نے گرفت فرمائی اور کہا کہ اپنی ازواج کی دلداری کی خاطر اپنے اوپر ایک ایسی چیز کیوں حرام کرلی جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے جائز رکھی ہے، کوئی اپنے دل سے کسی چیز کو حرام یا حلال ٹھہرا نہیں سکتا، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جن اعمال پر اللہ نے حضور اکرم ﷺ کو نہیں ٹوکا وہ سراسر حق ہیں، اللہ کی منشاء اور مرضی کے مطابق ہیں ان کا اتباع ہم پر لازم ہے، کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لئے ایمان والے رسول اللہ ﷺ کی زندگی پر نظر رکھیں۔

یہود ونصاریٰ نے اللہ کے قانون اور ضابطوں کو ہی بدل ڈالا

یہود ونصاریٰ نے اللہ کے قانون کی جگہ اپنے خود ساختہ ضابطے اور قانون بنا ڈالے اور آسمانی دین کی شکل ہی بگاڑ دی، انہوں نے اپنے علماء کو رب بنا ڈالا، ان کے علماء نے اللہ

کی آیات کی تجارت کی اور من مانی ان کی تشریح کر کے لوگوں کو گمراہ کر دیا، یہودیوں نے سود کی حرمت ہی ختم کر دی، رجم کی سزاء کو چھپا دیا اور حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا دیا، حضرت مریمؑ پر زنا کی سخت تہمت لگائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر ماننے سے انکار کر دیا، ہفتہ کے دن کی حرمت ختم کر دی، چنانچہ ان کے کسی ملک میں ہفتہ کا احترام ہی نہیں۔

عیسائیوں نے خنزیر (سوّر)، شراب، سود، زنا اور جوا سب کو حلال کر لیا، غلو میں آ کر حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا بنا ڈالا، توحید کے ساتھ شرک کو ملا دیا، تین خداؤں کا تصور قائم کیا، مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ ہم جنسی کی شادی کی اجازت دیدی، کوئی مرد ایک سے زائد بیویاں نہیں رکھ سکتا، لیکن مرد و عورت کے کئی عورتوں اور مردوں سے ناجائز تعلقات رکھ سکنے کو گناہ نہیں کہا، لباس میں ستر پوشی ختم کر دی گئی، عورت کے نیم برہنہ لباس پر گناہ نہیں رکھا، ناچ گانا، بجانے کو برائی نہیں کہا، کلبوں، ہوٹلوں میں ناچ گانے جیسی برائی کو فیشن بنا دیا، کلیساؤں میں گانے کے آلات رکھ کر گایا جاتا ہے، جس طرح ایک مزدور اپنے اعضاء کے ذریعہ محنت کر کے مزدوری کرتا ہے، اُسی طرح ایک عورت سیکس ورکر بن اپنے جسم کے ذریعہ مال کما سکتی ہے، عورت مرد اپنی مرضی و خواہش سے ملیں تو برائی نہیں، غیر عورت اور مرد کا گال سے گال لگا کر ملاقات کرنے کو عام کر دیا۔

انہوں نے آسمانی کتابوں میں تحریف کر ڈالی اور پیغمبروں کی زندگیوں کو توہین آمیز انداز میں تبدیل کر دیا، دیومالائی کہانیاں کتاب میں داخل کر دیں جو انسان کی سمجھ سے باہر ہیں، وہ خالص توحید نہیں سمجھا سکتے، عبادت گاہ میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کے مجسمے اور تصاویر اور بت بنا کر رکھے ہوئے ہیں، اللہ کی بڑائی اور عبادت کرنے کے بجائے حضرت عیسیٰؑ کی بڑائی بیان کرنے لگے، آسمانی کتاب سے تعویذ گنڈوں کا کاروبار شروع کر دیا، دنیا میں مکاری اور فساد پھیلانا بُرا نہ سمجھا، یہودی اونٹ نگل جائے مگر کسی کے مکھی کو تک چوسنے سے واویلا کرتے ہیں، پوری دنیا میں سودی نظام کو عام کر دیا، آج ان کے پاس حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ کی لائی ہوئی تعلیمات کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہو گیا،

انہوں نے اپنے پیغمبروں کی زندگی اوران کے ارشادات کو غلط باتوں سے ملا کر تحریف کر دی، اور ایسا کر کے انہوں نے تورات اور انجیل کی روح ہی نکال دی۔

بے علم مسلمانوں نے دین کے نام پر نئی نئی باتیں ایجاد کر دیں

اسلام جب دنیا کے دوسرے ملکوں میں پھیلا تو لوگ کم علمی اور جہالت کی وجہ سے اپنے گمراہ علماء کی سرپرستی میں دین کے نام پر نئی نئی باتوں کو اختیار کر لئے، وہ قرآن و حدیث کو تو بدل نہ سکے، مگر کتاب کی تعلیم میں اوران کی زندگی کے اعمال میں فرق آ گیا، وہ کتاب کے احکام کے بجائے معاشرتی طور طریقوں اور رسموں کو دین سمجھ کر زندگی گذار رہے ہیں، کتاب میں دین الگ ہے، ان کی زندگیوں میں دین الگ بن گیا، چنانچہ مخلوق کی محبت میں ان کو مشکل کشا، حاجت روا، حاضر و ناظر سمجھنے لگے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کو سجدہ کرنے لگے، انہی سے دعائیں اور منتیں و مرادیں مانگنے لگے، کعبۃ اللہ سے ہٹ کر قبروں کا طواف جائز کر لیا، اپنے دین سے غلو میں آ کر بدعات و خرافات کا نام دین رکھ دیا، عرس، قوالی، جھنڈا، علَم، ماتم، سیوم، دسواں، بیسواں، چالیسواں، گیارہویں، بارہویں، کونڈے، بڑوں کی عید، غرض چاند کے مہینوں میں ہر ماہ کسی نہ کسی نام سے عیدیں رسمیں بنا لیں، قبروں کی زیارت کے لئے باقاعدہ سفر کرنے لگے، اشعار میں شرکیہ الفاظ لکھنے اور بولنے لگے، قبروں کو سجدہ، رکوع، منت و مرادیں، دعائیں مانگنے اور طواف کرنے کے طریقے' گمراہ انسانوں کے بہکانے پر ایجاد کر لئے۔

اکثر مسلمان قرآن مجید سے بالکل واقف نہیں، صرف برکت کے لئے پڑھتے یا پڑھاتے ہیں، پانچ وقت کی نماز کی جگہ صرف جمعہ کی نماز کا اہتمام کرتے ہیں، مگر بدعات کو بڑے اہتمام سے کرتے ہیں، شادی کے نام پر گھروں کو لوٹتے ہیں اور اپنے ہی بھائیوں سے رشوت لیتے ہیں، فضول خرچی کی انتہاء کر کے اس کو ضرورت بنا ڈالی، سنت کو ختم کر کے بدعت اور جاہلانہ رسموں کو جگہ دیدی، قبروں پر چادریں چڑھاتے ہیں اور غسل دے کر اس

کا میلا پانی پیتے ہیں اور اپنے جسم کو ملتے ہیں، اللہ کے علاوہ مخلوق کو بھی لفظ ''یا'' سے پکار کر مدد طلب کرنے لگے، رمضان کی صرف رسمی پابندی کرنے لگے، حج اور روزوں سے ان کی زندگی میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی، قوم و ملت کے حالات خراب ہونے، لوگوں کی جہالت و بے دینی جاننے اور اس کی بے روزگاری کے مسائل جاننے کے باوجود ہر سال برکت اور حصولِ دولت کے لئے عمرہ پر عمرہ کرنے لگے، نوابوں اور جاگیرداروں کی طرح اپنی اولاد کی شادیاں کر کے زنا کو آسان اور نکاح کو مشکل بنا رہے ہیں، پردے کے نام پر اب صرف اسکارف آ گیا، ۲۰؍رکعات تراویح کو مصیبت سمجھ کر ۸؍رکعات کر لیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے شہد کے اس واقعہ کو عنوان بنا کر دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بلکہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو تعلیم دے رہا ہے کہ وہ اللہ جو ان کا خالق و مالک ہے، اُسی کو علیم اور حکیم جانو اور اس نے قرآن مجید کے ذریعہ جو احکام حلال و حرام سے متعلق دئے ہیں اور اس کو جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث اور عمل کے ذریعہ سمجھایا ہے اسی کو دین جانو، اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کی ہمت نہ کرو، یہی اصل دین ہے، اس سے ہٹ کر کسی چیز کو اپنے نفس کی خواہش سے یا مخلوق کی محبت میں حلال و حرام نہ بنا ڈالو، اللہ انسانوں کے لئے جن چیزوں کو حلال کیا وہ اپنے علم اور حکمت سے حلال کیا ہے، اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے وہ اپنے علم و حکمت ہی سے حرام کیا ہے، وہی اصل دین ہے، اس کے علاوہ جو طریقے تم لوگ دین سمجھ کر اختیار کر چکے ہو وہ دین نہیں گمراہی ہے، اللہ کی بھیجی ہوئی شریعت میں جس طرح نبیؑ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی چیز حرام یا حلال نہیں کر سکتے، اضافہ یا کمی نہیں کر سکتے، اسی طرح ایمان والے قرآن و حدیث سے ہٹ کر کوئی دوسرا طریقہ و قانون اور ضابطہ نہیں بنا سکتے، قرآن کے احکام کی جگہ اپنا اصول، ضابطے اور قانون بنانا گویا اللہ کے حق میں مداخلت کرنا ہے جو شرک ہے، اس لئے کہ کسی دوسرے کو اللہ سے زیادہ علم نہیں اور نہ کوئی کسی کام کی صحیح حکمت و مصلحت جانتا ہے، اللہ ہی حقیقی علیم و حکیم ہے، اس لئے دین اسلام جو آخری دین ہے اس میں اضافہ یا کمی، یا پھر اس

کی شکل بدلنے کا اختیار انسانوں کو نہیں ہے، موجودہ زمانہ میں بعض کمزور ایمان والے مسلمان دو عورتوں کے مقابلہ ایک مرد کی گواہی اور عورت کو طلاق کا حق نہ ہونا، مردوں کو عورتوں پر فوقیت، اسلامی سزاؤں میں تبدیلی کی آواز اُٹھارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت پر غور کیجئے!

اگر اللہ تعالیٰ شہد کے معمولی واقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ٹوکتا تو آج امت مسلمہ بھی یہود و نصاریٰ کی طرح قرآن مجید میں تحریف کی جسارت کر دیتی تھی، اللہ نے چھوٹی سی بات پر ٹوک کر قیامت تک آنے والے انسانوں کو اللہ کے احکام وقوانین پر ہاتھ ڈالنے سے روک لگا دی ہے، ورنہ آج قرآن و دین کی شکل وصورت وہ ہوتی جو یہود و نصاریٰ نے تورات وانجیل اور اپنے دین کی بنائی ہے، اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، اس کے باوجود گمراہ لوگ قرآن و حدیث میں تحریف تو نہیں کرسکے، البتہ اس کی تشریحات میں گڑبڑ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کو کسی حد تک گمراہ کرنے کی کوشش کی، قرآن وحدیث سے ہٹ کر جتنی نئی نئی باتیں نکال لیں وہ تمام ان کی نفسانی خواہشات اور غلو ہیں، ان کا تعلق قرآن وسنت سے نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرنا ہر انسان کے لئے آسان کر رکھا ہے، مگر اس سے فقہی مسائل، حرام وحلال، قانونی مسائل کی باتیں نکالنے کا حق عام آدمی کو نہیں دیا گیا، اگر کوئی قرآن وحدیث پر چلنا چاہتا ہے تو اُسے آسانی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ساڑھے چودہ سو سال پہلے کی تمام تعلیمات، صحیح اور کامل شکل میں مل سکتی ہیں، اس لئے کہ اس کی کتابی شکل الفاظ کے ساتھ پوری کی پوری من وعن محفوظ ہے۔

مذکورہ آیات سے ملنے والی نصیحتیں

☆ اگر کسی کی دو تین بیویاں ہوں، کوئی جوان اور کوئی بڑی عمر کی ہو اور قریب قریب رہتی ہوں تو شوہر کا کام ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل میں ہر روز کچھ دیر ان کی دلجوئی

اور خیر خیریت وغیرہ معلوم کرنے کے لئے جایا کرے، ٹیلیفون سے کیفیت معلوم کرتا رہے، تا کہ بیویوں میں اپنے شوہر سے انس ومحبت بڑھے اور وہ شوہر کو کھونے کا احساس اپنے اندر پیدا نہ ہونے دے، عام طور پر بیوقوف نفس پرست لوگ جوان بیوی کے دیوانے ہو جاتے ہیں اور ذرا بڑی عمر کی عورت سے اپنی دلچسپی ظاہر نہیں کرتے، اس کے پاس کم جاتے آتے ہیں، اگر شوہر سب کے ساتھ انصاف ومحبت کرے تو شوہر کے اس طرح کے عمل سے عورتیں اپنے شوہر کا احترام وعزت کریں گی اور میاں بیوی میں محبت برقرار رہے گی۔

☆ اگر شوہر ملاقات کے لئے آئے تو بیویاں ہو سکے تو اس کی ضیافت وتواضع میں وقتی طور پر کچھ میٹھا یا شربت پیش کرے، اس سے شوہر اپنی بیوی کو مہذب وسلیقہ مند سمجھے گا اور اس کے دل میں بیوی کا مقام ومرتبہ بڑھے گا، اور وہ زیادہ محبت کرنے لگے گا، یہ ڈھنگ اور سلیقہ ہمیں ازواج مطہراتؓ سے مل رہا ہے۔

☆ عورتیں اپنی کسی سوکن کو شوہر سے محبت وایثار کرتی ہوئی دیکھیں تو جلن وحسد میں مبتلا نہ ہوں اور اس کو اس بیوی سے دُور کرنے کی فکر اور منصوبہ نہ بنائیں، اگر ایسا کریں گی تو اللہ کو مومنہ عورت کا یہ کیریکٹر پسند نہیں، ہر ایک عورت صاف دل، حسن اخلاق اور مسکراہٹ کے ساتھ اپنے شوہر کا استقبال کرے، اس کو اپنے بہترین اخلاق، تقویٰ وپرہیز گاری سے متاثر کر کے اپنی طرف راغب کرے۔

☆ اگر شوہر ماں باپ، بھائی بہنوں کے ساتھ رہتا ہے یا کوئی شوہر بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہے تو بعض بیویوں کو ماں بہنوں کے ساتھ مل جل کر محبت سے رہنا یا بعض ماں بہنوں کو بیوی کے ساتھ محبت سے رہنا بُرا لگتا ہے اور اس شوہر کو ''بیوی کا غلام'' سمجھتے ہیں اور عورت، ماں بہنوں سے دور کرنے یا ماں بہنیں شوہر کو بیوی سے محبت کم کرنے کے منصوبے بناتی ہیں اور بیوی ماں بہنوں کی شکایات یا ماں بہنیں بہو اور بھابی کی شکایتیں کر کے غلط باتیں مردوں کے دلوں میں بٹھا دیتی ہیں، اس سے گھروں میں لڑائی جھگڑے اور فساد پیدا ہو جاتا ہے، اللہ کو انسانوں کی ایسی حرکتیں پسند نہیں، ایمان والے انسانوں کو انسانوں سے جوڑ کر محبت

کا ماحول پیدا کرتے ہیں، سب مل جل کر رہیں تو ایک دوسرے کے مددگار بن سکتے ہیں، اسلام نے ایک دوسرے کی غیبت کرنے سے منع کیا ہے، اس سے اچھا اور جنت نما گھر اُجڑ جاتا ہے، ان آیات میں گویا انسانوں سے انسانوں کو دور نہ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

☆ اگر کوئی بیوی یا ماں یا بہن مرد کے ساتھ، بیٹے کے ساتھ، بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو دوسری عورتیں اپنے حسن سلوک اور محبت وفرمانبرداری سے بڑھ کر مظاہرہ کریں اور اپنے عمدہ اخلاق سے شوہر، بیٹے اور بھائی کا دل جیتیں؛ نہ کہ کوئی غلط اور جھوٹا منصوبہ بنائیں، بیوی شوہر کے سامنے اس کی ماں اور بہنوں کی شکایتیں کرکے ان کے مقام ومرتبہ کو نہ گھٹائیں، اور نہ ان کو اپنے کنبے سے توڑنے اور دور کرنے کا منصوبہ بنائیں۔

☆ شوہر کی محبت اور خوشنودی اور اس کی توجہ اپنے طرف رکھنے کے لئے ہر عورت کی خواہش ہوتی ہے اور یہ ازدواجی زندگی کی خوشحالی کے لئے ضروری بھی ہے، لیکن اس محبت اور توجہ حاصل کرنے کے لئے غلط طریقے، جادوٹونا، تعویذ گنڈے اختیار نہ کریں جو شوہر کو تکلیف میں مبتلا کردے، یہ ایسا گناہ ہے جس سے توبہ کرنا لازم ہوتا ہے۔

☆ بہت سے مرد اپنی بیوی، اولاد یا ماں باپ کی محبت اور خوشنودی میں اللہ کے احکام کو جان بوجھ کر توڑتے ہیں اور خلاف ورزی کرتے ہیں اور اللہ سے نڈر بنے رہتے ہیں، ایمان والوں کو ہر حال میں اللہ کی محبت کو اپنے اوپر غالب رکھ کر اللہ کے حدود کی پابندی کرنا چاہئے، اللہ ہی کی رضاء اور خوشنودی کی خاطر ہر کام کرنا چاہئے، یہی ایمان کا تقاضا ہے۔

۲۔ راز کو راز رکھنا امانت داری ہے!

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ○ (التحریم:۳)

ترجمہ:۔ ’’اور یاد کرو جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے راز کے طور پر ایک بات کہی تھی،

پھر جب اس بیوی نے وہ بات کسی اور کو بتلا دی اور اللہ نے یہ بات نبی پر ظاہر کر دی، تو اس نے اس کا کچھ حصہ جتلا دیا اور کچھ حصہ کو ٹال گئے، پھر جب انہوں نے اس بیوی کو وہ بات جتالائی تو وہ کہنے لگیں کہ ''آپ کو یہ بات کس نے بتائی؟'' نبیؐ نے کہا ''مجھے اس نے بتائی جو بڑے علم والا بہت باخبر ہے''۔

اس واقعہ سے امت مسلمہ کی تربیت کی جا رہی ہے:

ان آیات میں اللہ نے ازواج مطہراتؓ کے ایک عمل پر ٹوک کر امت مسلمہ کی تربیت فرما رہا ہے، ان آیات میں انسانی سیرت و کردار کی تعمیر کی جا رہی ہے، انسان کو اخلاق کی بلندیوں کا سبق دیا جا رہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے کونسی بات راز میں کہی اس کا تذکرہ نہیں ہے، اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ روایات میں راز کی بات دراصل شہد نہ پینے کی قسم تھی تا کہ اس کی اطلاع حضرت زینبؓ کو نہ دینا تا کہ انہیں رنج نہ پہنچے، روایات میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے یہ راز کی بات کہی تھی، بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت ہے کہ انہوں (حضرت حفصہؓ) نے حضرت عائشہ صدیقہؓ جو رسول اللہ ﷺ سے بہت قریب تھیں بیان کر دی،...... عام طور پر ہر میاں بیوی میں بہت ساری باتیں رازداری کی ہوتی ہیں اور بیوی کو کامیاب زندگی گذرانے کے لئے ضروری ہے کہ وہ شوہر کے رازوں کی حفاظت کرے، اگر وہ راز فاش کر دے تو اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ شوہر کی سب سے قریب جو اس کے گھر کی حفاظت کرنے والی ہے وہ وفادار نہیں ہے۔

ذمہ دار لوگوں کے گھر کے افراد بہت احتیاط کا رول ادا کریں

رسول اللہ ﷺ ایک شوہر ہی نہیں' اللہ کے رسول اور نبی بھی تھے، ازواج مطہراتؓ تمام امت کے لئے بھی نمونہ اور مثال تھیں، عام انسانوں کی بہ نسبت نبی کا گھر اور گھر کے اندرونی حالات بھی امت کے لئے مثال اور نمونہ ہوتے ہیں، میاں بیوی میں راز داری سے ہم خیالی و اتفاق پیدا ہوتا ہے، ورنہ اتفاق پیدا نہیں ہوتا، یہاں یہ تاکید کی گئی کہ راز کی

بات کو راز ہی رکھیں، عام گھروں کے مقابلے ذمہ دار لوگوں کے گھروں میں گھر کے کسی فرد میں رازوں کی حفاظت نہ کرنے کی کمزوری ہو تو بہت زیادہ مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور فساد جھگڑے پیدا ہو سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے گھر کے افراد اور صحابہ کرامؓ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد مختلف خطرناک حالات میں گھرے ہوئے تھے، منافقین اور یہودی دشمنانِ اسلام گھات میں لگے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ کو بہت ساری باتوں کی رازدارانہ ہدایات دینی ہوتی تھیں اور بہت ساری باتیں راز میں رکھنا ضروری ہوتا تھا، اگر حضور اکرم رسول اللہ ﷺ کے قریب کے افراد میں راز فاش کرنے کی کمزوری رہی تو رسول اللہ ﷺ کے لئے انتہائی مشکلات پیدا ہو جاتیں، جس شخص کی ذمہ داری جتنی زیادہ ہوگی اتنے ہی زیادہ اہم اور نازک معاملات اس کو حل کرنا پڑتا ہے اور اس کے گھر والوں کے علم میں وہ معاملات آئیں اور کچھ خاص باتیں معلوم ہو جائیں تو اُسے رازداری میں رکھنا لازم ہو جاتا ہے تاکہ وہ معاملات بغیر کسی رُکاوٹ اور کمی بیشی کے صحیح انداز میں حل ہو سکیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطبؓ سے فتح مکہ سے پہلے مکہ پر چڑھائی کا ذکر راز میں کر دیا تھا، اور وہ مکہ والوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے ایک عورت کو خط دے کر اس راز کو فاش کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کے بیوی بچوں کی حفاظت ہو جائے، اگر وہ راز فاش ہو جاتا تو مشرکین مکہ خطرناک طریقے سے مکہ کی حفاظت کے لئے جنگ کرتے اور مشرکین میں جو لوگ بعد میں توبہ کر کے صحابی کا درجہ پائے اور خود صحابہؓ میں سے بہت سارے لوگ قتل ہو جاتے۔

اس لئے اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے گھریلو اندرونی واقعہ پر فوراً ٹوک کر یہ تعلیم دی کہ ازواج مطہراتؓ عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج ہونے کے ناطے ان کے مرتبہ کے لحاظ سے ان پر بہت بڑی ذمہ داری عائدہ ہوتی ہے، ان کا ہر عمل امت کے لئے مثال اور نمونہ بن جاتا ہے، اس لئے وہ باشعور اور احتیاط والی زندگی اختیار

کریں اور راز کو راز میں رکھیں، مسلمانوں میں یہ خطرناک کمزوری نہیں ہونی چاہئے۔

راز فاش ہونے پر فساد اور نقصان ہو سکتا ہے:

اس حکم کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کا تذکرہ حضرت عائشہؓ سے راز میں کر دیا تھا، حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کی مختلف تیاریوں کو دیکھتے ہوئے حضرت عائشہؓ سے خاموشی سے رسول اللہ ﷺ کے پروگرام دریافت کرنے لگے، والد کے بار بار پوچھنے کے باوجود حضرت عائشہؓ سر جھکا کر خاموش ہو جاتیں اور اپنے والد سے بھی وہ راز بیان نہیں کیا، آخر میں رسول اللہ ﷺ نے بتلا دیا۔

حضرت حفصہؓ کسی عام انسان کی بیوی نہیں تھیں، رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ مطہرہ تھیں، اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے بے انتہاء اہم منصب اور ذمہ داری عطا کی تھی، اور آپؐ کو مکہ کے مشرکین مدینہ کے منافقین اور یہود کے ساتھ کئی مسائل، مخالفتیں اور غزوات درپیش تھے، رسول اللہ ﷺ کفر کی جگہ دین اسلام کو نافذ کرنے کی جدوجہد فرما رہے تھے، لہٰذا آپ کے گھر میں بے شمار باتیں راز کی ہوتی رہتی تھیں، اگر وہ باتیں راز نہ رہتیں اور وقت سے پہلے ظاہر ہو جاتیں تو اس عظیم و مقدس کام میں بہت زیادہ نقصان ہوتا اور مشکلات پیدا ہو جاتیں، پیغمبر کی بیوی نے کوئی بدنیتی سے نہیں بلکہ حضرت عائشہؓ سے بھی رسول اللہ ﷺ کی بااعتماد محبوب جان کر بیان کیا ہوگا، مگر اللہ نے ان ازواج کی تربیت کے لئے اس چھوٹی سی بات پر ٹوکا اور تاکید کر دی کہ راز کو راز رکھنا بہت ضروری ہے۔

غلط فہمی سے اختلافات پیدا ہو سکتے ہیں:

یہ بات سن کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو یہ خیال آیا کہ آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کس نے بتلائی؟ شائد وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئیں کہ حضرت عائشہؓ نے بتلائی ہوگی، ان کو غصہ بھی آیا ہوگا، اور حضرت عائشہؓ کو بھی شاید یہ احساس ہوا ہوگا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بااعتماد اور محبوب و راز دار ہوں، رسول اللہ ﷺ آخر مجھے بتانے پر کیوں ناراض ہو رہے ہیں، میں کوئی غیر نہیں ہوں، مجھے غیر خیال کیا گیا، ان باتوں سے انسان

میں اسی طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتلائی جو علیم وخبیر ہے، اللہ تعالیٰ نے دونوں کو توبہ کرنے اور اپنی اس غلطی اور غلط فہمی کو دور کرنے کی تاکید کی، اللہ کے نزدیک اصل قدر و قیمت اعلیٰ اوصاف کی ہے۔

ان آیات سے ملنے والی نصیحتیں:

☆ دنیا کی اس زندگی میں انسانوں کو اپنی جماعت، حکومت یا گھریلو زندگی میں بہت ساری باتیں راز کی کرنی پڑتی ہیں، امیر جماعت یا حکومت کے ذمہ دار، گھر کے بڑے فرد یا شوہر کی طرف سے کوئی راز بیان کیا جائے تو اُسے امانت سمجھ کر راز میں رکھنا ہوگا، راز حکومتوں کا، فوجی انتظامات کرنے والے اداروں کا، خاندانوں کا، جماعتوں، میاں بیوی کا، سب ہی کا ہوتا ہے، بس اس راز کو راز رکھنا لازم ہے۔

☆ بہت سے لوگ مرد اور عورتیں اپنی بند کمرے کی باتیں اپنی ماں، بہنوں، خاص سہیلیوں اور دوستوں کے سامنے بیان کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ باتیں بہت سارے لوگوں کو معلوم ہو جاتی ہیں، اس سے شوہر و بیوی کی بے عزتی ہوتی ہے اور میاں بیوی کی بیوقوفی ظاہر ہوتی ہے۔

☆ شوہر بعض راز کی باتیں بیوی کو اپنا ہم خیال سمجھ کر بیان کر دیتا ہے، تو بیوی وہ باتیں اپنی ماں، بہنوں کو بتلا دیتی ہے اور بہنیں اپنے شوہروں سے بیان کر دیتی ہیں، اس سے وہ راز فاش ہوکر سارے خاندان کے افراد کو معلوم ہو جاتا ہے، جس سے میاں بیوی میں اَن بَن ہو جاتی ہے، جس کا زندگی پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

☆ اگر میاں بیوی ایک دوسرے کے راز کو راز رکھنے والے نہ بنیں گے تو آپسی ہم خیالی پیدا نہیں ہوگی، دونوں میں نا اتفاقی اور عدم اعتماد کی فضاء پیدا ہو جائے گی، اور رشتہ اور ازدواجی زندگی میں فساد پیدا جائے گا۔

موجودہ زمانہ میں بہت سی عورتیں شوہروں سے محبت ضرور رکھتی ہیں مگر بے شعوری

میں راز کو فاش کر کے اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈال لیتی ہیں اور اپنی اس حرکت سے شوہر کو ذلیل اور رُسوا کر دیتی ہیں، اس سے شوہر کی عزت خاندان میں گر جاتی ہے۔

☆ اگر کسی عورت سے ایسی غلطی ہوجائے تو مرد اپنے نبی ﷺ کی اتباع میں اس کے ساتھ سخت گیر رویہ اختیار نہ کرے، بلکہ اُسے عقل وفہم دے، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کے دل کو تکلیف دیے بغیر صرف یوں فرمایا: تم نے راز کو راز نہ رکھا، ہمیں بھی صلہ رحمی سے کام لے کر اصلاح کرنی چاہئے؛ نہ کہ جہالت کا طریقہ اختیار کریں۔

☆ بیوی اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دے کہ وہ حقیقت میں اس کی راز دار ہے، ہر حالت میں اس کے راز کو اپنا راز سمجھے گی، اس سے شوہر میں بیوی پر اعتماد زیادہ پیدا ہوگا، شوہر کا راز بیوی کا راز ہوتا ہے، حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے راز کو امانت کہا ہے۔

۳۔ اپنے آپ کو اور اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ٥ (التحریم: ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر سخت کڑے مزاج کے فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ کے کسی حکم میں اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اسلام جس طرح بیرونی نظام کی تربیت کرتا ہے، اسی طرح خاندانی نظام میں ماں باپ پر ذمہ داری عائد کر کے اولاد کی تربیت کا سختی سے حکم دیا ہے، اور اپنے آپ کو اور اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی تاکید کی ہے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صرف غیر مسلم ہی دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ ایمان والے بھی اللہ کے حکم کی پابندی نہ کرنے پر آگ میں جلائے جائیں گے، اس لئے اپنی گردن کو آگ سے بچانے اولاد کو مسلمان بنائیں۔

اس لئے ایک انسان جس طرح اپنے آپ کو اور اپنی ذات کو آخرت میں کامیاب ہونے اور اللہ کے عذاب سے بچانے کی محنت کرتا ہے اسی طرح وہ اپنے اہل وعیال کا امیر اور سربراہ ہونے کے ناطے اپنی کوشش اور استطاعت سے اپنے اہل وعیال کو بھی دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کرے، اولاد کی تعلیم وتربیت ایسی کریں کہ وہ صحیح معنیٰ میں مسلمان بن کر جہنم کی آگ سے بچ جائیں، ان کو اپنے ساتھ رکھ کر پرورش کرتے ہوئے اللہ کے باغی اور نافرمان بننے سے بچائیں۔

اولاد کی پرورش کی ذمہ داری والدین کی عین فطرت بھی ہے

اولاد کی پرورش اور تربیت ماں باپ کی ذمہ داری اور انسان کی عین فطرت کے مطابق ہے، اس لئے کہ وہ اپنی اولاد کی ذراسی بھی تکلیف، بداخلاقی، نافرمانی اور پریشانی کو برداشت نہیں کرسکتے، اولاد کی پریشانی پر وہ خود بھی پریشان ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اولاد مسلم اور غیر مسلم دونوں ماں باپ کو دیتا ہے، اور دونوں ماں باپ فطری طور پر محض پیٹ سے اور صلب سے پیدا ہونے والی اولاد سے محبت کرتے ہیں، اسی محبت کی وجہ سے ان کی پرورش میں تکالیف بھی برداشت کرتے ہیں، اپنی دولت، توانائی اور وقت ان پر قربان کرتے ہیں، اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کرکے ان کی آئندہ زندگی میں خوشحالی دیکھنا چاہتے ہیں، ان کی اچھی زندگی کے لئے ہمیشہ فکرمند رہتے ہیں۔

مسلم اور غیر مسلم ماں باپ کی تربیت کا فرق:

دونوں قسم کے ماں باپ میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے، غیر مسلم ماں باپ چونکہ ایمان صحیح نہیں رکھتے اور ان کے پاس آخرت کا عقیدہ نہیں ہوتا، اس لئے وہ آخرت سے غافل رہ کر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر حساب دینے کے عقیدہ سے دور رہتے ہیں، اس لئے وہ اپنی اولاد کے لئے تمام کوشش ان کی صرف دنیا بنانے اور دنیا کی عزت و آرام دلانے اور دنیا کی خوشحال زندگی بنانے پر خرچ کرتے ہیں، وہ رات دن اپنی اولاد کی

دنیا بنانے اور سجانے کی فکر رکھتے ہیں اور اپنی اولاد سے چاہت و محبت ممتا کے تحت کرتے ہیں، وہ نفس کی خواہش پر اولاد سے محبت کرتے ہیں، ان کے برعکس حقیقی ایمان والے مسلم ماں باپ اولاد کو اللہ کی نعمت و امانت سمجھتے ہیں اور ان سے صرف ممتا اور نفس کی خواہش والی محبت ہی نہیں کرتے بلکہ اللہ کے واسطے اور اللہ کی محبت میں محبت کرتے ہیں، اور اللہ نے ان پر اولاد کی جو ذمہ داری ڈالی ہے اس ذمہ داری اور حقوق کو پورا کرنے کے لئے فکر مند رہتے ہیں، اسی فکر کی وجہ سے دن رات اپنی اولاد کی دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بنانے کی محنت بھی کرتے رہتے ہیں، وہ اپنی اولاد کی صرف دنیا ہی بنانے کی فکر نہیں کرتے۔

اولاد ماں باپ کے لئے امتحان و آزمائش ہے

سمجھ دار اور قرآن مجید پر عمل کرنے والے اللہ کے فرمانبردار ماں باپ اللہ کی اس تاکید کو یاد رکھ کر اپنی ذمہ داری سے واقف رہتے ہیں اور یہ احساس رکھتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اولاد کی شکل میں نئے انسانوں کو ان کی گود میں صرف جی بہلانے اور نفسانی خواہش پوری کرنے اور صرف دنیا دار بنانے کے لئے نہیں دیا؛ بلکہ امتحان کی خاطر دیا ہے، اس امتحان کے ذریعہ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ماں باپ اولاد کو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بناتے ہیں یا نافرمان، اولاد کے ذریعہ دین کو مضبوط کرتے ہیں یا دین کو کمزور کرتے ہیں، اپنے ایمان کی روشنی ان میں منتقل کرتے ہیں، ان کو اللہ کا صحیح بندہ بناتے ہیں یا شیطان کا ساتھی بنا کر اسلام سے دور شرک و کفر میں مبتلا رکھتے ہیں اور اللہ کا باغی بناتے ہیں۔

اللہ کی تاکید کے خلاف عمل کرنے والے ماں باپ:

مگر یہ کب ہوگا؟ جب مسلمان ماں باپ اللہ کی تاکید پر عمل کریں، اللہ کے پاس جواب دینے کا احساس رکھتے ہوں، اولاد کو اللہ کی نعمت اور امانت سمجھتے ہوں، جو لوگ غیر مسلموں کی طرح صرف شہوت کی خواہش پوری کرتے ہوئے اولاد پیدا کر لیتے ہیں وہ قرآن مجید میں اللہ کی اس تاکید کو پڑھنے کے باوجود اپنی اولاد پر محنت نہیں کرتے،

جانوروں کی طرح کھلا پلا کر بڑا کرتے ہیں اور صرف دنیا کمانے کے قابل ہی تیاری کرواتے ہیں، ان کی ساری دوڑ دھوپ اپنی اولاد کی صرف دنیا کے لئے ہوتی ہے، اللہ کے احکام کو نظر انداز کر کے ان کو حرام کھلا کر حرام دولت سے پال کر اور پڑھا کر دنیا دار بنا دیتے ہیں اور جہنم کا ایندھن بنانے کے لئے تیار کرتے ہیں۔

اولاد کو بے دین بنانا گویا اولاد کے ساتھ دشمنی کرنا ہے!

اللہ تعالیٰ کسی بھی انسان کو اپنی نعمتیں اور امانتیں دے کر یوں ہی نہیں چھوڑ دیتا بلکہ ان نعمتوں کا حساب لیتا ہے کہ کیا اس نے نعمت کو صحیح استعمال کیا یا اُسے برباد کیا؟ اولاد بھی ماں باپ کے لئے اللہ کی امانت اور نعمت ہے، ان پر ماں باپ اگر دین کی محنت کریں گے تو دنیا میں انسانوں میں اعمال صالحہ پیدا ہوں گے اور ان کی اولاد اللہ کے احکام پر زندگی گذارے گی، اور اگر ماں باپ محنت نہیں کریں گے تو اولاد اللہ کے احکام کو توڑتے ہوئے پیغمبر کی اتباع سے دور؛ اخلاق رذیلہ کا شکار رہے گی، مسلمان ماں باپ بھی اگر اپنی اولاد کو اپنے ساتھ رکھ کر ان کی غیر مسلم ماں باپ کی طرح صرف دنیا ہی بنانے کی فکر کریں اور ان کو اللہ کا باغی بنا دیں اور ان پر محنت نہ کر کے اسلام کی مخالفت میں اضافہ کر دیں تو ماں باپ کا یہ عمل اولاد سے محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کا سلوک نہیں بلکہ ان کے ساتھ ظلم اور دشمنی کا معاملہ ہے، ان کو جہنم کے لئے تیار کرنا ہے، وہ اپنی اولاد کے دوست نہیں؛ دوست کی شکل میں دشمن ہیں، کھلا پلا کر جہنمی بنا رہے ہیں، گویا وہ دوست بن کر ان کو جہنم کے راستے پر لے جا رہے ہیں۔

اولاد کی اسلامی تربیت نہ کرنا؛ پرورش کے تمام انتظامات کو بیکار کرنا ہے:

اللہ نے انسان کو دنیا میں اپنی پہچان کے ساتھ عبادت کرنے لئے پیدا کیا، باشعور ماں باپ کی نگاہ اپنے ساتھ پرورش پانے والے ہر نئے انسان یعنی اولاد پر کھلی ہوتی ہے، اور وہ اسی مقصد کو سامنے رکھ کر پرورش کرتے ہیں، ان کی دنیا کے ساتھ ساتھ ان کو اللہ کا صحیح بندہ اور غلام بنانے کی دن رات محنت کرتے ہیں، اگر ماں باپ اپنی اولاد کی اسلامی تربیت میں غفلت اور لاپرواہی وکوتاہی، سستی ونااہلی کا ثبوت دیں اور ان کو صحیح مسلمان نہ بنائیں تو

گویا ان کی پرورش، ان کی دیکھ بھال اور خدمت، ان کی دنیا کی تعلیم کے سارے انتظامات اور خرچ بیکار ہو جائیں گے اور اولاد کی آخرت کی بربادی وتباہی کے وہ بھی ذمہ دار ٹھہریں گے، اس بربادی وتباہی کی اصل وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے اپنی اولاد سے غیر مسلموں کے ماں باپ کی طرح اللہ والی محبت نہ کر کے صرف ممتا والی محبت کی، انہوں نے اپنی اولاد کے گوشت پوست، ظاہری حسن اور خوبصورتی سے جی کی خواہش، نفس کی ممتا کی محبت کی پیاس بجھانے کے لئے کی، جو ایک جانور بھی اپنی اولاد سے کرتا ہے اس سے آگے وہ محبت نہ کر سکے، اگر اللہ والی محبت کرتے تو اپنی اولاد کا دین کے خلاف چلنا اور اللہ کے احکام کو توڑنا اور رسول کی اتباع سے دور رہنا اور یہود ونصاریٰ کے کلچر کو اختیار کرنے پر غصہ آتا ہے، ناراض ہوتے ہیں، برداشت نہیں کر سکتے۔

ماں باپ خود غیر اسلامی طریقوں کو پسند کر کے اولاد کو باغی بنا دیتے ہیں:

ماں باپ کی بے دینی اور اسلام سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ خود اپنی اولاد کو اللہ کا باغی بنا کر شرکیہ عقائد وشرکیہ اعمال والا بنا دیتے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں کے خلاف یہود ونصاریٰ کا کلچر بچپن سے سکھاتے ہیں، ماں باپ نماز کے پابند نہ ہونے کی وجہ سے اولاد بھی بے نمازی بن جاتی ہے، ماں پردے کی غیر پابند ہو اور غیر اسلامی نیم برہنہ لباس پہننے لگے تو بچے بھی بے حیاء وبے شرم اور بے پردہ بنتے ہیں، ماں باپ بچوں کے سامنے ایک دوسرے سے جاہلانہ انداز میں گفتگو کرتے ہیں، لڑتے جھگڑتے ہیں اور مار پیٹ بھی کرتے ہیں۔

ماں باپ تکلیف وپریشانی، بیماری، مالی تنگدستی میں اللہ سے رجوع ہو کر دعائیں کرنے کے بجائے درگاہوں، گذرے ہوئے بزرگوں کی قبروں، علموں اور جھنڈوں، مخلوق سے دعاء کرنے کا عمل ان کے سامنے کر کے؛ غرض غیر اللہ کے سامنے جھکیں، سجدہ وطواف کریں اور منتیں ودعائیں مانگیں اور اسی کا مظاہرہ بچوں کے سامنے کرتے ہیں، قبروں پر چادریں چڑھاتے ہیں، عود اور راکھ بچوں کو لگاتے ہیں، بچوں کے ساتھ گھروں میں جاہلانہ رسمیں کرتے ہیں، فضول خرچی کرتے ہیں، بچوں کے سامنے گالی گلوج اور بدزبانی کرتے

ہیں، خود ان کے ساتھ بیٹھ کر ناچ گانا اور بے حیائی والے مناظر ٹی وی پر دیکھتے اور بچوں کو دکھاتے ہیں، گھروں میں سنتوں کی کوئی پابندی نہیں ہوتی، باپ حرام اور ناجائز مال لا کر اولاد کو پالتا ہے، ان کی تعلیم وتربیت پر وہی پیسہ خرچ کرتا ہے، یہود ونصاریٰ کا لباس بچپن سے بچوں کو پہننے کا عادی بناتے ہیں، غیروں کی طرح ان کی برتھ ڈے (سال گرہ) مناتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، حرام دولت سے دنیا کی تعلیم دلا کر ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ بناتے ہیں، مگر دین سے ناواقف رہنے کا قطعی کوئی احساس اور فکر نہیں ہوتی، دین کی تعلیم روایتی انداز پر دلا کر مطمئن رہتے ہیں، اس سے کیا خاک اولاد مسلمان بنے گی۔

اولاد کو بنانا اور بگاڑنا ماں باپ کے اختیار میں ہوتا ہے

حدیث:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

ماں باپ کی سب سے بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ وہ جس طرح آم سے آم، جام سے جام، مرغی کے انڈے سے مرغی، ہاتھی سے ہاتھی اور گھوڑے سے گھوڑا پیدا ہوتا ہوا دیکھتے ہیں، اسی طرح سمجھتے ہیں کہ مسلمان سے مسلمان، ہندو سے ہندو، عیسائی سے عیسائی، یہودی سے یہودی، سکھ سے سکھ ہی پیدا ہوتے ہیں، یہ تصور غلط ہے، جس طرح درخت سے درخت، پرندے سے پرندہ، یعنی جانور سے جانور، اسی طرح انسان سے انسان پیدا ہوتا ہے، اس کے ماں باپ اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق اس کو ڈھال لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر بچہ کو صحیح فطرت پر پیدا کرتا ہے، کوئی پیدائشی طور پر مسلمان بن کر پیدا نہیں ہوتا، ہر ایک کے ماں باپ اس کو اپنے عقیدہ کے مطابق ڈھال لیتے ہیں، اگر غیر مسلم کے بچے کو صحیح علم مل جائے تو وہ مسلمان بن جاتا ہے، اسی طرح مسلمان کے بچے کو صحیح علم مل جائے تو وہ مسلمان بن سکتا ہے، ورنہ وہ بھی جاہل گمراہ مشرک و نافرمان انسان بن جاتا ہے، جس طرح ڈاکٹر کے گھر میں ڈاکٹر پیدا ہونے والا بچہ ڈاکٹر نہیں انسان ہوتا ہے، اسی طرح

مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ مسلمان نہیں انسان ہوتا ہے، پیدائشی مسلمان نہیں بنا رہتا، جس طرح ڈاکٹر کے بچہ کو علم حاصل کر کے ڈاکٹر بننا پڑتا ہے اسی طرح مسلمان، ہندو، عیسائی، یہودی کے بچوں کو علم حاصل ہونے کے بعد وہ صحیح مسلمان بن سکتے ہیں۔

اس لئے ماں باپ اپنی اولاد کو جس سانچے میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں، جس رنگ میں چاہیں رنگ سکتے ہیں، اولاد کو جنتی بنانا اور دوزخی بنانا ان کی محنت پر ہوتا ہے، ان کی پرورش کی تعلیم اور اختیار میں رہتا ہے کہ وہ چاہیں تو اللہ کا صحیح بندہ اور جنتی بنادیں یا شیطان کا ساتھی اور جہنمی بنادیں، مگر ایسے تمام ماں باپ جو خود دین پر نہیں چلتے، دین کو پسند نہیں کرتے، دین کا صحیح علم نہیں رکھتے وہ اپنی ممتا کی محبت میں جانوروں کی طرح کھلا پلا کر پالتے ہیں اور جنگلی جانوروں سے زیادہ گئے گذرے بنادیتے ہیں، اور دنیا میں زہریلے کانٹے دار بدبودار پودے لگا کر جاتے ہیں، ان کی دنیا کی تمام ضرورتوں کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں، مگر روحانی اور باطنی پرورش سے بالکل غافل بنے رہتے ہیں، یا روحانی تعلیم بے شعوری اور بغیر معرفت الٰہی اور بغیر سمجھ بوجھ کے دلاتے ہیں۔

اولاد کو دین سکھانے کے لئے بڑی رقم خرچ کرنا نیکی نہیں سمجھتے

اولاد کو صحیح اللہ کا بندہ نہ بنانے اور ان کی اسلامی تربیت سے دوری کی ایک بڑی اور اہم وجہ یہ ہے کہ ماں باپ اور عام مسلمانوں کی کثیر تعداد کے نزدیک اپنے اہل و عیال پر اللہ کی خاطر دین سکھانے کو بڑی رقم خرچ کرنا اور ان کو اسلامی آداب سکھانے کی محنت و جستجو کرنا نیکی ہونے کا تصور نہیں، وہ مالدار ہونے کے باوجود دنیا کی تعلیم کے لئے کثیر رقم اور عمدہ اسکول اور ٹیچر کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تعلیم دلاتے ہیں اور دین کی تعلیم خانہ پوری کرنے کے لئے دلاتے ہیں اور کم سے کم خرچ پر بے شعور استاد کو مقرر کر دیتے ہیں، اور تعلیم بھی بچوں کے کھیل کود کے اوقات میں دلاتے ہیں، ایسے ماں باپ کے نزدیک مسجدیں بنانا، مدرسوں کی امداد کرنا، غریب و نادار لڑکیوں کی شادی کروانا، بیواؤں کی مدد کرنا یا پیشہ ور فقیروں کو

خیرات دینا، مدرسہ میں پڑھنے والے بچوں کی حفظ کی کفالت کی ذمہ داری لینا، یہ سب نیکی کے کام تصور کئے جاتے ہیں، مگر اولاد کو دینی تعلیم اعلیٰ پیمانے اور زبردست اور پختہ و بہترین طریقہ پر دلانا نیکی تصور نہیں کیا جاتا، ان کو اپنی اولاد کا بے نمازی رہنا، اپنی عورتوں کا بے پردہ پھرنا، یہود و نصاریٰ کے کلچر کو اختیار کرنا، عقیدہ و اعمال میں شرک کے آجانے اور اللہ تعالیٰ سے واقف نہ ہونے کا قطعی کوئی احساس نہیں رہتا، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایک دینار تو وہ ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی غلام کو آزاد کرنے کے لئے خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی فقیر کو صدقہ میں دیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا، ان میں سب سے زیادہ اجر و ثواب اس دینار کا ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔ (مسلم)

غرض مسلم معاشرہ میں اولاد کی بربادی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ زیادہ تر انسانوں کے نزدیک دین کے مختلف کاموں میں بڑی بڑی رقمیں خرچ کرنا نیکی سمجھا جاتا ہے لیکن اولاد کو دین سکھانے، اللہ کی معرفت سکھانے، ان کے ایمان کو بنانے اور ان کو اعمالِ صالحہ کا عادی بنانے کے لئے کوئی بڑی رقم خرچ کرنا نیکی نہیں سمجھا جاتا اور نہ صدقۂ جاریہ تصور کیا جاتا ہے، جبکہ ان کو اللہ کے پاس اولاد کی بربادی کا حساب بھی دینا ہوگا کہ انہوں نے اپنی اولاد کے حقوق صحیح طور پر ادا کئے یا نہیں؟ جبکہ دوسرے خیر کے کاموں کو پوچھا نہیں جائے گا، اکثر وعظ و نصیحت کرنے والے اور دعوت کا کام کرنے والے بھی اپنی اولاد کی سدھار سے زیادہ گھر کے باہر غیر رشتہ داروں پر دین کی محنت کرنے کو نیکی اور دعوت سمجھتے ہیں مگر اپنے گھر کی بربادی کا کوئی احساس نہیں رکھتے، ساری دنیا کو سدھارنے کی فکر کرتے ہیں مگر گھر کے افراد سے غفلت رہتی ہے، گویا چراغ تلے اندھیرا، حدیث میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

ماں باپ کا بہترین تحفہ وعطیہ اولاد کے لئے ان کی صحیح تعلیم و تربیت ہے۔ (ترمذی)

صدقہ و خیرات، لوگوں پر دین کی محنت' گرچہ بڑی عبادت ہے لیکن ان کا مرتبہ اہل و عیال کی اصلاح پر توجہ دینے سے زیادہ نہیں، اولاد کو بے دین بنا کر، بد اخلاق بنا کر،

دنیادار بنا کر، اللہ کا باغی بنا کر ان کی دینی تعلیم وتربیت پر زیادہ دولت خرچ کرنے کے بجائے صدقہ وخیرات دے کر خوش ہونا یہ نفس کا دھوکہ ہے (کہ صرف یہی کرنا نیکی ہے)، اللہ کی اس تاکید کے باوجود اولاد کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی محنت نہ کرنا اور ان کو صحیح ایمان والا باعمل مسلمان نہ بنانا سب سے بڑے گھاٹے اور خسارے کی بات ہے۔

دینی تعلیم بے شعوری کے ساتھ رٹا کردی جاتی ہے:

مسلم معاشرہ کی بے دینی کی ایک تیسری وجہ یہ ہے کہ مسلم بچوں کو جو دینی تعلیم دی جاتی ہے وہ شعور دئے بغیر، دین سمجھائے بغیر صرف رٹا رٹا کردی جاتی ہے اور اس تعلیم میں بھی ایمانیات، جو دین کی اصل روح ہے اس کی سرسری تعلیم دے کر مسائل اور اعمالِ صالحہ کی تعلیم دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے بچہ اسلام کی ایمانیات ہی سے پوری طرح واقف نہیں رہتا، وہ اللہ کی صحیح پہچان حاصل کئے بغیر اسلام پر چلتا ہے اور زندگی بھر بے شعور مسلمان بنا رہتا ہے، اس کو توحید وشرک کا فرق ہی نہیں معلوم رہتا، اسی وجہ سے اکثر مسلمان نسلی وخاندانی، بے شعوری والا صرف قانونی ایمان رکھتے ہیں، جسم کے نام سے مسلمان بنے رہتے ہیں۔

باغی اور نافرمان اولاد کو اپنے اہل وعیال میں سمجھنے سے منع کیا گیا:

ماں باپ کا یہ حال ہے کہ اگر ان کی اولاد ان کے کسی حکم کو نہیں مانتی یا فرمانبرداری نہیں کرتی تو ان کو اپنی نافرمانی پر بہت غصہ آجاتا ہے اور وہ ناراض ہو کر ان کی پٹائی کرتے ہیں یا بات بند کردیتے ہیں یا گھر سے نکال دیتے ہیں، مگر ان ماں باپ کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ جب ان کی اولاد ان کی نگاہوں کے سامنے اللہ کی نافرمانی کرتی ہے تو ان کو کبھی غصہ نہیں آتا اور نہ وہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں، اس کے برعکس اپنی اولاد جو نماز نہیں پڑھتی، جو بے پردہ وبے حیاء بن کر پھرتی ہے، حرام مال کماتی ہے، فحش بکتی ہے، سنتوں کے مقابلے مغربی کلچر کو پسند کرتی ہے، ایسی اولاد سے دلی محبت وہمدردی سے پیش آتے ہیں، ان کی ذراسی تکلیف یا بیماری؛ یہاں تک کہ دیر سے گھر آنے پر بے قرار ہوجاتے ہیں، ایسی اولاد کی نافرمانی اور بغاوتِ دین پر کوئی احساس اور تکلیف نہیں ہوتی، ان کے گھر آنے پر خوشی خوشی استقبال کرتے ہیں، اگر ماں

باپ اولاد کی اللہ کے ساتھ نافرمانی اور اسلامی احکام کے خلاف چلنے پر غصہ کا اظہار کرتے، ناراض ہوتے، احتجاج کرتے تو ہوسکتا ہے کہ اولاد ماں باپ کی ناراضگی اور غصہ کو دیکھ کر دین پر آجاتی، مگر ماں باپ بالکل ایسا نہیں کرتے، اس کے برخلاف خود اولاد کی تربیت کی محنت تو نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں کہ وہ اگر چاہے تو ہماری اولاد کو نیک بنا سکتا ہے، دین پر چلا سکتا ہے، گویا وہ چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد گائے، بیل، مرغی، بکری کی طرح قدرتی طور پر فطری طور پر ہدایت پالے، مگر وہ اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرنا چاہتے۔

☆ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے اعمال کا ذکر کرکے ایمان والوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنے نافرمان بیٹے کو طوفان سے بچانے کے لئے جب اللہ سے دعاء کی تو اللہ نے انہیں تاکید کی کہ وہ اپنے بیٹے اور اپنی بیوی کو اپنے اہل و عیال میں نہ سمجھیں، اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وغلامی سے انکار کر گئے اور اللہ کے باغی بنے، اور یہ بھی تعلیم دی کہ وہ پیغمبر ہونے کے باوجود اپنے بیٹے اور بیوی کو بچا نہیں سکے۔

اسلام نے یہ بھی تعلیم دی کہ ماں باپ کے محنت کرنے اور اسلامی تعلیمات سمجھانے، عمل نہ کرنے پر ناراضگی کا اظہار کرنے کے باوجود اگر اولاد نہ سدھر پائے تو اس میں ماں باپ اپنی ذمہ داری سے بری ہوں گے، اس طرح وہ ان کا حق ادا کر چکے، اب والدین پر کوئی گرفت نہیں ہوگی، اولاد خود اپنے عمل کی ذمہ داری ہوگی، اس لئے ان کو دینی محفلوں میں لیجائیں۔

ہر جاندار پر اپنی اولاد کی تربیت کی ذمہ داری رکھی گئی ہے

اللہ تعالیٰ نے تمام جانداروں میں اولاد پیدا کرنے کا نظام رکھا اور ہر ایک پر حقوق ادا کرنے کی ذمہ داری بھی رکھی، جانوروں میں یہ ذمہ داری نر اور مادہ مل کر ادا کرتے ہیں یا صرف مادہ ادا کرتی ہے، اور ان کو اپنی جنس کے اعتبار سے مکمل تربیت دیتی ہے، چنانچہ کسی کو انڈوں سے، کسی کو ماں کے پیٹ سے بنا کر پیدا کرتا ہے اور پھر ماں باپ پر یہ ذمہ داری رکھا ہے کہ اپنے اپنے بچوں کی ضروری پرورش کریں، انڈوں سے پیدا ہونے والے بچوں

میں بعض کو اس قابل بنایا کہ وہ انڈوں سے نکلتے ہی ماں کو دیکھتے ہوئے سب کام کرنا سیکھتے ہیں اور کرتے ہیں، جیسے مرغی، بطخ، شتر مرغ وغیرہ کے بچے، اللہ تعالیٰ اپنے نظام پرورش کے ذریعہ کسی کو کچھ دن، کسی کو ایک دو مہینے، کسی کو چار پانچ مہینے اور کسی کو دو تین سال تک ماں باپ یا ماں کے ساتھ پرورش پانے کا نظام رکھا، جیسے کبوتر، چڑیا، بکری، بھینس، گائے، اونٹ، ہاتھی اور ہرن وغیرہ، مگر تمام جانداروں میں انسان ہی کے بچے کو ۲۰ سے ۲۵/سال کی عمر تک ماں باپ کے پاس تربیت اور پرورش حاصل کرنے کا نظام رکھا، جبکہ چرند، پرند اور درندے، کیڑے مکوڑوں کے بچوں کو تو انسانوں سے عقل وفہم کم ہوتی ہے مگر ان کی تربیت کی مدت ماں باپ کے ساتھ بہت کم رکھا ہے۔

دوسری مخلوقات کے مقابلہ پرورش اور تربیت کے لئے سب سے زیادہ وقت انسانی بچہ کے لئے کیوں رکھا گیا؟

انسان کی اولاد کو سب سے اچھی عمدہ عقل وفہم دے کر بھی ماں باپ کے ساتھ تربیت و پرورش حاصل کرنے کی اتنی لمبی مدت کیوں رکھی؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ ذرا غور کیجئے اور اپنی اولاد کے اس مسئلہ کو عقل وفہم استعمال کر کے سمجھئے۔

غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انسان اور جن کے علاوہ دوسرے تمام جاندار باہر سے ہدایت ورہنمائی کے بہت کم محتاج ہوتے ہیں، ان کو بغیر استاذ، بغیر کتاب، بغیر مدرسہ اور اسکول کے اللہ تعالیٰ ان کی فطرت میں ان کی زندگی کی تمام ذمہ داریوں کو ودیعت کر کے پیدا کرتا ہے اور وہ جیسے جیسے بڑھتے جاتے ہیں خود بخود بغیر کسی بیرونی ہدایت و رہنمائی کے اللہ کی طرف سے راست ہدایت پاتے رہتے ہیں، وہ بیرونی ہدایت ورہنمائی کے محتاج نہیں رہتے، بغیر کسی بیرونی تربیت کے وہ اپنی جنس کے مکمل فرد بنتے ہیں اور اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں، ذرا سی بھی غلطی اور کمی بیشی نہیں کرتے۔

انسان روحانی اور وحی کی تربیت کے بغیر صحیح انسان نہیں بن سکتا!

انسان اور جن کو اللہ تعالیٰ فطری ہدایت ورہنمائی دے کر پیدا نہیں کرتا، ان کی ہدایت کا نظام باہر سے رکھا گیا، انسان کو اتنی لمبی مدت تربیت اور پرورش کی اس لئے دی گئی کہ وہ آئندہ زندگی با مقصد اور باشعور بن کر گذارے، اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان حاصل کر کے اس پر صحیح طریقہ سے ایمان لائے اور اپنی مرضی و پسند سے مسلمان بنا رہے، دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری میں زندگی گذارنے کا طریقہ سیکھے، اگر انسان کے بچہ کو بیرون سے ہدایت ورہنمائی نہ ملے تو وہ دنیا سے ناکام گذر کر آخرت میں جہنم رسید ہو جاتا ہے، اس کی ہدایت ورہنمائی کے نہ ملنے پر وہ انسانی شکل میں شیطان کا چیلا بنا رہتا ہے، اللہ نے اس ہدایت ورہنمائی کے لئے بیرون سے پیغمبر اور کتاب کا انتظام کیا تاکہ انسان ۲۰ تا ۲۵ سال تک والدین کی سرپرستی میں رہ کر دنیا کمانے کے علم کے ساتھ ساتھ دینی علم اور رہنمائی وہدایت بھی حاصل کرتا رہے، چنانچہ یہ ذمہ داری سب سے پہلے ماں باپ پر عائد ہوتی ہے، ماں کی گود ہی اولاد کا پہلا مدرسہ ہے اس لئے ماں باپ اپنے بچوں کو دنیا کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کی بنیادی تعلیم جوان کی ابدی بقاء، کامیابی، عزت، راحت وسکون اور درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے دیتے رہیں، جو ماں باپ اس طرح محنت ان پر کریں گے گویا وہ ان کا صحیح حق ادا کرتے ہیں اور وہ ان کے برباد کرنے کے مجرم نہیں بنیں گے، اور جو ماں باپ ان کا اس طرح حق ادا نہیں کرتے اولاد کے ساتھ وہ بھی مجرم ٹھہریں گے اور سزاء کے حقدار ہوں گے۔

اولاد سے اللہ کے لئے محبت کرنے ہی سے تربیت کر سکتے ہیں

اولاد کے ساتھ اللہ کے واسطے محبت ہو نہ کہ ممتا والی محبت، ممتا والی محبت ماں باپ کو اندھا بنا دیتی ہے اور وہ اسی ممتا والی محبت میں اولاد کو بے دین بنا دیتے ہیں، اللہ نے دنیا کی زندگی میں ہر انسان پر حقوق مقرر کئے ہیں، بادشاہ پر رعایا کے، امیر پر اس کے ماتحوں

کے، مرد پر اہل وعیال کے، بیوی پر شوہر، اس کے گھر اور مال کے، ماں باپ پر اولاد کے اور اولاد پر ماں باپ کے، غلام پر آقا کے، اور ان حقوق کے بارے میں ان سے ضرور پوچھا جائے گا اور تمام حقوق کا حساب لیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کی حیثیت ایک چرواہے کی ہے، ہر ایک کو اپنے اپنے ریوڑ کے بارے میں جواب دینا ہوگا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے حوالے اولاد کو دے کر ان پر یہ ذمہ داری رکھی ہے کہ وہ ان کے دین وایمان کے نگہبان بنے رہیں، ان کے دین وایمان کی ہر وقت فکر کرتے رہیں اور ان کی سیرت وکردار کو بنائیں۔

اس آیت سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ ایمان والے دنیا کی اس زندگی میں اپنے اہل و عیال سے غافل نہ رہیں، ان کو اللہ کا باغی ونافرمان بننے سے بچائیں، ورنہ ان کا انجام بھی ان کے ساتھ جہنم کی آگ میں ہوگا، اس لئے کہ اس آیت میں فرمایا جارہا ہے کہ "تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ"۔

ماں باپ کے رویہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود آخرت کا یقین کمزور رکھتے ہیں، وہ دنیا میں جب اپنی اولاد کو تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر برداشت نہیں کرتے تو آخرت میں جہنم کی آگ میں جلتا ہوا برداشت کیسے کریں گے؟

مگر بے دین، آخرت سے غافل اور اللہ کے عذاب سے بے پرواہ ماں باپ بچوں کے جوان ہونے تک زیادہ زور اور محنت بظاہر دنیا کی چمک دمک دیکھ کر دنیا بنانے والی تعلیم ہی پر دیتے ہیں اور خوب دولت خرچ کرکے اپنی اولاد کو دنیا دار بنانے ہی کی تعلیم دلاتے ہیں، دین کی تعلیم کو دوسرے درجہ میں رکھ کر رسمی انداز اور برائے نام معمولی طریقہ پر دلاتے ہیں اور دین سے ناواقف رکھتے ہیں، اس کی وجہ سے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ۲۵ رسال کی عمر تک دین سے بے شعور اور ناواقف رہتی ہے، جبکہ اس عمر تک دنیا کی جو تعلیم دلاتے ہیں اس سے ان کی اولاد پوری طرح باشعور اور دنیا کمانے کے لائق بن جاتی ہے،

اولاد جوان ہونے تک ماں باپ غافل بن کر یہ خیال کرتے ہیں کہ بچہ جب جوان ہوجائے گا عقل وشعور میں پختہ ہوجائے گا، اچھے بُرے کی تمیز کرتے ہوئے دین کی سمجھ خود حاصل کرلے گا اور دیندار بن جائے گا، اس عمر تک وہ بچہ کو زیادہ سے زیادہ وقت دنیا بنانے کی، کمائی حاصل کرنے والی تعلیم پر لگانے کی محنت کراتے ہیں، ماہر نفسیات لکھتے ہیں کہ بچہ کو جو کچھ شعور دینا ہے، جوان ہونے سے پہلے ہی دے دیا جائے، پندرہ سولہ سالوں ہی میں دے دیا جائے، اس عمر کی بنیادی تعلیم پتھر کی لکیر ہوتی ہے، اس عمر کے بعد بچہ ماں باپ کی عقل سے نہیں سوچتا بلکہ اپنی عقل پر بھروسہ کرکے فیصلے کرتا ہے، جوان ہوجانے کے بعد وہ اپنے آپ کو عقلمند سمجھتا اور دوسروں سے نصیحت ورہبری حاصل کرنے کے بجائے اپنی عقل وفہم پر بھروسہ کرتا ہے اور سب کچھ اپنی عقل سے کرنا چاہتا ہے، کہاوت مشہور ہے ''پودا جب تک پودا ہوتا ہے اس کو جدھر چاہے موڑا جاسکتا ہے، جب وہ درخت بن جاتا ہے تو موڑنا مشکل ہوجاتا ہے''، اس لئے ماہرین نفسیات کہتے ہیں جوان ہونے سے پہلے وہ جو کچھ شعور حاصل کرتا ہے اسی کا عکس اور سایہ آئندہ زندگی میں پڑتا ہے، اس لئے ماں باپ پندرہ سال کی عمر تک بچہ کی بنیادی تعلیم میں ہرگز غفلت نہ کریں، اور اس عمر تک اُسے اسلام کی بنیادی ایمانیات اور اعمالِ صالحہ کی تعلیم پختہ انداز میں مثبت اور منفی طریقہ پر دے کر اس کی بنیاد کو مضبوط کریں، اس لئے کہ شریعت میں بچہ پندرہ سال کی عمر میں بالغ مانا جاتا ہے اور اس عمر میں اس پر شریعت کے تمام احکام نافذ ہوجاتے ہیں۔

ایمان والوں کا گھر انسان کو مسلم بنانے کا سانچہ ہونا چاہئے

مؤمن کا گھر اسلامی معاشرہ کا پہلا خلیہ ہے، اس گھر کی شروع کی اینٹیں ٹیڑھی ہوجائیں تو ساری دیوار ٹیڑھی ہوجاتی ہے، جس طرح جانداروں کے جسم میں پہلا خلیہ رحم میں زندہ ہو تو دوسرا تیار ہوتا ہے اور پھر دو سے چار اور چار سے آٹھ بنتے ہیں اور جسم کے اعضاء پوری طرح تیار ہوکر صحت مند بچہ رحم میں تیار ہوتا رہتا ہے، اگر خلیات کمزور، بے

جان اور بیمار ہوں تو دوسرے خلیے تیار نہیں ہوتے اور بچہ کمزور، یا معذور پیدا ہوتا ہے۔

ایمان والوں کا گھر ایک انسان کو مسلم بنانے کا سانچہ، فیکٹری اور مشین ہونا چاہئے تا کہ ایک انسان ایمان والوں کے گھر میں پیدا ہو کر رحم اور انڈے میں بننے والے بچوں کی طرح مکمل مسلم بن جائے، ورنہ اس کا مسلم ماں باپ کے پاس پیدا ہونا بیکار ہو جائے گا۔

مؤمن کے گھر میں اس کے افرادِ خاندان دیندار نہ ہوں یا دین بیزار ہوں تو بچہ بھی ناقص مسلمان بنے گا اور اس کے غلط اثرات گھر کے باہر دوسرے لوگوں پر بھی مرتب ہوتے ہیں، اور اسلامی معاشرہ بننے نہیں پاتا، بگڑے ہوئے معاشرے میں کچھ لوگ باہر دعوت کا کام کریں بھی تو مسلم معاشرہ غیر مسلم معاشرہ میں فرق باقی نہیں رہتا۔

موجودہ زمانہ میں اکثر لوگ اہل وعیال کو دین سے آراستہ کرنے کی فکر ہی نہیں رکھتے اور باہر کے لوگوں پر خوب محنت کرتے ہیں اور ان کی ہدایت کے لئے بھی دعائیں کرتے رہتے ہیں، اکثر غیر مسلم کہتے ہیں کہ اسلام بہتر اور عمدہ مذہب ضرور ہے مگر کتاب اور لائبریری کی حد تک، وہ مسلمانوں کی زندگی سے ظاہر نہیں ہوتا، کتاب میں ایمان اور اعمال کا جو حسن وخوبصورتی ہے وہ حسن وخوبصورتی مسلمانوں کے ایمان واعمال میں نظر نہیں آتی، اس لئے ماں باپ کو سب سے پہلے اپنے گھر میں دینداری پیدا کرنے اور اولاد کی اسلامی طریقے پر تربیت کرنے کے طریقے اور اصول سیکھنا ہوگا اور وہ تمام راستے بند کرنے ہوں گے جس سے بے دینی کے جراثیم گھر والوں میں آتے ہیں۔

گھر میں بے دینی کا ماحول رکھ کر اولاد کو دیندار نہیں بنایا جاسکتا

گھروں میں بے دینی کا ماحول رکھ کر اولاد کو اسلامی طریقوں پر تربیت نہیں دی جاسکتی، جس طرح شراب، جوا، زنا، ناچنا گانا بجانا وغیرہ کے سارے راستے بند کر کے ان جراثیم کے لوگوں سے لوگوں کو بچنے کی تربیت دی جاسکتی ہے، اس کے برعکس شراب کو کھلے عام رکھ کر لوگوں کو دور رہنے کے لئے حکم دیا جائے تو وہ قانون ناکام ہو جاتا ہے، اسی طرح بچوں کی

اسلامی انداز میں تربیت کرنے کے لئے گھر کے ماحول کو بھی اسلامی ماحول میں تبدیل کرنا ضروری ہے، مگر موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی کثیر تعداد کا عقیدہ خراب ہے، وہ صحیح ایمان ہی نہیں رکھتے، ان کے گھروں میں بے نمازی ماحول ہے، بے پردگی کا ماحول ہے، گانے بجانے کا ماحول ہے، بدعات وخرافات کی کثرت ہے، فحش کلامی اور گالی گلوج کا ماحول ہے، نیم عریانیت وبے حیائی کا ماحول ہے، جاہلانہ رسموں کا ماحول ہے، شادی کے نام پر لوٹنا، رشوت، دھوکہ بازی، غیبت، خیانت، جھوٹ، وعدہ خلافی اور ظلم وزیادتی کی ذہنیت عام ہے، سنتوں کے مقابلے یہود ونصاریٰ کا کلچر عام ہے، صحابہؓ کے گھروں کا ماحول اس طرح کا نہیں تھا، جس کی وجہ سے پورا گھر دین کی پابندی کرتا تھا چاہے وہ کمسن بچہ ہی کیوں نہ ہو۔

اگر مسلمان کے گھروں کا ماحول غیر اسلامی رہا، توحید اور شرک کا ملا جلا انداز زندگیوں اور گھروں میں رہا تو ایسے ماحول میں بچوں پر اسلام کا رنگ کیسے اور کہاں سے چڑھے گا؟ مسلمان بننے کے سانچے اور مشین ہی خراب ہوں تو اولاد کیسے مسلمان بنے گی؟ چاہے کتنے ہی عمدہ استاد کے ذریعہ دینی تعلیم دلائیں یا اچھے ماحول میں کچھ وقت کے لئے بچوں کو چھوڑ دیں؛ تب بھی بچہ ماں باپ کے طرزِ عمل پر ہی رہے گا، دین صرف معلومات کی حد تک سیکھے گا، دین پر عمل نہیں کرے گا۔

اس لئے اللہ کی اس تاکید کو ہر مسلمان ماں باپ کو ذہن میں رکھنا ہوگا، اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے گھر پر دین کی محنت کرتے ہوئے ان کے سامنے دین کا عملی مظاہرہ ماں باپ اور گھر کے تمام بڑے افراد کو کرنا ہوگا، گھر کے افراد مضبوطی سے دین پر قائم نہ رہیں تو تمام افراد نامکمل اور ناقص انداز پر دین اسلام پر چلیں گے اور اس کے اثر سے بچوں میں بھی ایمان واسلام ناقص رہے گا۔

اولاد کو دیندار بنانے کا آسان طریقہ

اولاد کو جہنم سے بچانے اور دیندار بنانے کا آسان فامولہ یہ ہے کہ گھر کی عورت کو

پہلے دیندار بنایا جائے، اس پر محنت کی جائے یا دیندار عورت سے نکاح کیا جائے، مرد اکیلا اہل وعیال کو دیندار نہیں بنا سکتا، اس لئے کہ وہ تلاشِ معاش اور باہر کی ذمہ داریوں میں اپنا زیادہ وقت لگاتا ہے اور مصروف رہتا ہے، بچے ماں سے پندرہ سولہ سال کی عمر تک قریب رہتے ہیں، ماں ان کی تمام حرکتوں پر نظر رکھ سکتی ہے، ہر عمل میں ان کو اسلام کی ترغیب دلا سکتی ہے، ان کی نمازوں کا حساب لے سکتی ہے، ان کے اخلاق کی نگران بن کر حسن اخلاق کا پیکر بنا سکتی ہے، بار بار اللہ کی بڑائی، حمد وثناء ان کے سامنے بیان کر سکتی ہے، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو سمجھا سکتی ہے، باپ اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر ہر روز کچھ دیر رات میں سونے سے پہلے ان کے سامنے اسلامی مذاکرہ، قرآن و حدیث کا مذاکرہ کر کے بیوی بچوں کو اسلامی ذہن دے سکتا ہے، اس لئے کہ وہ بھی باہر جمعہ، علماء کی مجلسوں اور دروس میں علماء کرام سے جو سنے گا وہ بیوی بچوں کو سنا کر ترغیب دے سکتا ہے، اس لئے مرد اور عورت دونوں اپنی محنت اور کوشش سے اپنے خاندان والوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کر سکتے ہیں، اس کے لئے دن رات اپنی اولاد واہل و عیال کے سامنے اسلامی اعمال کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

اگر صرف مردوں کو دیندار بنانے کی محنت کی جائے اور عورتوں پر محنت نہ کی جائے تو اس گھر میں اسلامی نظامِ زندگی پیدا نہیں ہو سکتا، اسلامی معاشرے کے انقلاب کے لئے اللہ تعالیٰ نے گھر کے دو پہیئے رکھے ہیں، گاڑی ایک پہیئے پر نہیں چل سکتی، مرد اور عورت دونوں مل کر محنت کرنے سے گھر میں اسلام زندہ رہ سکتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں مسلم معاشرہ بے دین اس لئے نظر آتا ہے کہ زیادہ تر مسلم عورتیں بے شعور اور بے دین ہوتی ہیں، ان کو دین کی کچھ سمجھ نہیں ہوتی، وہ توحید سے ہی ناواقف نظر آتی ہیں، اس آیت سے مرد اور عورت دونوں پر اولاد کے سدھار کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

اللہ نے دنیا میں ماں باپ کو نیکی اور بدی کے پودے لگانے کا پورا اختیار دیا ہے، اب ماں باپ چاہیں تو نیکی کے پودے اپنی اولاد کے ذریعہ لگا سکتے ہیں یا بدی کے پودے

لگا سکتے ہیں، ان دونوں پودوں سے جو شر اور خیر پھیلے گا اس کے ذمہ دار ماں باپ بھی ہوں گے اور اولاد کی نافرمانیوں اور گناہوں کے ذمہ دار وہ بھی رہیں گے۔

اولاد کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اور گھر کو مسلم گھرانہ بنانے کے لئے سب سے پہلے مرد کو کچھ قربانیاں دینی پڑے گی، اس کی پہلی قربانی یہ ہوگی کہ وہ بیوی کے انتخاب کے لئے خوبصورتی، دولت اور حسب نسب کے مقابلے دیندار عورت کی تلاش کرے، اللہ سے ایسی عورت ملنے کی دعائیں کرتا رہے، اس لئے کہ گھر کی حفاظت اور اولاد کی پرورش کرنے والی عورت ہی بے دین، اللہ کی باغی، اللہ و رسولؐ کے طریقوں سے بیزار ہو تو اس گھر میں بے دین، باغی اور دین بیزار اولاد ہی تیار ہوگی، اور مرد اکیلے کی دینداری بھی چل نہ سکے گی، اور گھر اسلامی معاشرے کا نمونہ نہ بن سکے گا، اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے اگر کوئی اپنے گھر کی حفاظت کرنا چاہتا ہو تو ایماندار اور دیانت دار چوکیدار کی تلاش کر کے اس کو حفاظت کے لئے رکھتا ہے، اگر چوکیدار بے ایمان ہو تو سارے گھر کی چیزوں کی چوری کرتا ہے اور گھر خراب کر دیتا ہے، اس لئے جس عورت کے عقائد صحیح ہوں اور وہ اللہ و رسولؐ سے محبت رکھتی ہو، دین پسند ہو تو اس لڑکی کا انتخاب کیا جائے۔

موجودہ زمانہ میں اسلامی معاشرہ اس لئے نہیں بن رہا ہے، اور اولاد میں دینداری اس لئے پیدا نہیں ہو رہی ہے کہ لوگ نوکری کرنے والی حسین و خوبصورت، دولتمند گھرانوں کی، فیشن پرست، بے دین لڑکیوں سے شادی کر رہے ہیں، ماڈرن بے پردہ لڑکیوں سے نکاح کر رہے ہیں، دولت مند گھرانے تلاش کرتے ہیں۔

دوسری خرابی یہ پیدا ہوگئی کہ مرد حضرات مسجد میں جمعہ میں کچھ وعظ و نصیحت سن لیتے ہیں، گھر میں رہنے والی عورتوں کو وعظ و نصیحت سننے کے مواقع ہی نہیں ملتے، اور نہ ہی مرد حضرات علماء سے سنی ہوئی باتیں اور قرآن و حدیث پڑھ کر سناتے ہیں، وہ بغیر سمجھے قرآن پڑھتی ہیں، ان کے عقائد و اعمال شرکیہ ہوتے ہیں، وہ توحید اور شرک کے فرق ہی کو نہیں جانتیں، زیادہ وقت ٹی وی کے سامنے گذارتی ہیں، ان کے پاس اللہ کی پہچان ہی صحیح نہیں

ہوتی، اس لئے وہ کوئی صحیح طریقے پر اپنی اولاد کو دین وایمان نہیں سمجھا سکتیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا معاشرہ ایسا نہیں تھا، ان کے مرد اور عورتوں کے عقائد و اعمال اسلامی تھے، دونوں ایک ہی مزاج اور ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے، موجودہ زمانہ میں مرد کچھ دیندار ہو تو عورتیں بدعقیدہ، بدعات پسند اور دین بیزار نکلتی جارہی ہیں، ان کو شادی سے پہلے دنیوی تعلیم ایسی دلائی جاتی ہے جو ان کے کچھ کام نہیں آتی، دورانِ تعلیم رسمی انداز پر ان کو دین سکھایا جاتا ہے، چنانچہ آج کے معاشرے میں بے دین، جاہل، دین بیزار، یہود ونصاریٰ کے کلچر کو پسند کرنے والی عورتیں، مردوں پر حکمرانی کرتی ہیں، مرد حضرات کی دینداری گھر کی چوکھٹ کے باہر ہی ہوتی ہے، عورتیں گھر میں دینداری چلنے نہیں دیتیں اور مرد اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے ان عورتوں کی اطاعت وغلامی میں گھر کی بے دینی پر منہ نہیں کھولتے، موجودہ زمانے میں اکثر مسلمان ماں باپ کی نظر اللہ کی اس آیت کی تاکید پر بالکل نہیں ہے، اگر گھر میں میاں بیوی میں اسلام ہو تو اولاد ایمان واعمال صالحہ کے ساتھ پروان چڑھتی ہے، ورنہ ماں باپ کے ساتھ رہ کر بھی اسلامی تربیت سے محروم رہتے ہیں، دین بیزار بنتے ہیں، جسم کے نام سے مسلمان باقی رہتے ہیں، کہاوت مشہور ہے "اگر ماں باپ زندہ ہوں اور اولاد کی تربیت نہ کریں تو وہ یتیم بچوں کی طرح ہیں"، عجیب بات ہے کہ ماں باپ ایمان کا دعویٰ کرنے اور آخرت پر عقیدہ رکھنے کے باوجود ساری محنت اور کوشش صرف اپنی اولاد کی دنیا بنانے پر خرچ کررہے ہیں، ان کو اپنی اولاد کی آخرت تباہ وبرباد ہونے کا احساس ہی نہیں، صرف رسمی طریقے پر خانہ پوری کرنے کے لئے دینی تعلیم کے نام پر کچھ چیزیں رٹا دیتے ہیں، جانور انسانوں سے عقل کم رکھنے کے باوجود اپنی اولاد کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی ذمہ داری پوری طرح ادا کرتا ہے، مگر انسان اشرف المخلوقات ہونے اور عمدہ عقل وفہم رکھنے اور ایمان رکھنے کے باوجود اولاد کا حق ادا نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص بڑے گھاٹے میں ہے جس نے

<u>دوسروں کی دنیا بنانے کے لئے اپنی آخرت خراب کرلی۔</u> (ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات میں یہ احساس دلایا کہ پیغمبرؐ اور ان کی ازواجؓ بھی اللہ کے حساب وکتاب سے خالی نہیں، تو تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اللہ کی پکڑ سے بچاؤ، جب دیکھو کہ تمہارے اہل وعیال دین سے ہٹ رہے ہیں تو ان کو سدھارنے کے لئے دین پر لانے کی محنت کرتے رہو، مگر بے شعور ماں باپ اپنی اولاد کی کھلی اللہ کی بغاوت دیکھتے ہوئے ان کی پیشانی پر بل تک نہیں آتا، یہ کمزوری عام مسلمانوں ہی میں نہیں بلکہ دین کے ٹھیکیداروں کے پاس بھی ہے، وہ نماز کے لئے خود تو چلے جاتے ہیں ان کے اہل و عیال سوتے پڑے رہتے ہیں، وہ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ محبت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ان کو اللہ کا باغی بننے دیا جائے؛ بلکہ اصلی اور حقیقی محبت وخیرخواہی کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو جہنم کی آگ اور عذاب سے بچالیا جائے، ماں باپ کا یہ رویہ غفلت ونادانی اور بیوقوفی والا ہے وہ ان کو کھلا پلا کر جہنم کے لئے تیار کررہے ہیں۔

اولاد کا سب سے بڑا حق جوان پر آتا ہے وہ یہ کہ انہیں صحیح ایمان سے آراستہ کرنا اور مسلمان بنانا، ان کو دیندار بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ماں باپ خود ان کے سامنے صحیح ایمان کا اظہار اور اعمال صالحہ کا مظاہرہ کرتے رہیں، ان کو اعمال صالحہ سکھاتے بھی رہیں، ہر عمل اور ہر گفتگو میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی، تعریف، حمد وثناء کے الفاظ ان کے سامنے ادا کرتے رہیں، ان کے غیر اسلامی اعمال کو درست کرتے رہیں، اللہ کی نافرمانی پر ناراضگی اور غصہ کا اظہار کرتے رہیں، ماں خاص طور پر نمازوں کا حساب لیتی رہے، قرآن مجید کی سورتوں کو یاد کرنے، معنیٰ ومطلب بتانے اور اس کی تفصیل سمجھنے اور سمجھانے پر ان کو انعام دیتے رہیں، توحید اور شرک کو تفصیل سے سمجھاتے رہیں، ہر عمل پر اس کی دعاء معنیٰ کے ساتھ پوچھیں، اگر ماں باپ اس طرح ان کے دن بھر کے اعمال پر نگاہ رکھیں گے تو پھر وہ اپنی اولاد کا حق ادا کرسکیں گے۔

اللہ نے ان آیات کے آخر میں یہ بھی فرمایا کہ جہنم میں عذاب دینے والے سخت

بے رحم فرشتے مقرر ہیں، ان کو ذرا سا بھی رحم نہیں آتا، گویا ماں باپ کو یہ احساس دلایا جا رہا ہے کہ تم تو دنیا کی زندگی میں اپنی اولاد کی نافرمانی پر رحم اور محبت کرتے رہتے ہو، مگر جہنم کے فرشتے ذرا سا بھی ان کے ساتھ رحم و محبت اور ہمدردی کا معاملہ نہیں کریں گے، وہ عذاب دینے میں پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

☆ حدیث میں یہ تعلیم دی گئی کہ نیک اولاد حاصل کرنے کے لئے بیوی سے مجامعت کرنے سے پہلے بسم اللہ اور اس عمل کی دعاء پڑھ لیا کریں، ورنہ انسانی بیج میں شیطان بھی شریک ہوجاتا ہے، بسم اللہ نہ پڑھنے سے وہ بھی مجامعت میں شریک رہتا ہے، اولاد کے نافرمانی اور ان سے شیطانیت دور نہ ہونے کی ایک اہم اور بڑی وجہ یہ بھی ہے۔

☆ تربیت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ماں باپ سب سے پہلے بچوں کے ساتھ اسلام کا عملی مظاہرہ کریں اور خاص طور پر نماز اور پردہ کا اہتمام کریں اور بچوں کو بھی تلقین کرتے رہیں، اگر ماں باپ نماز اور پردہ کے پابند ہوجائیں تو بچے خود بخود زندگی بھر نماز اور پردہ کے پابند اور عادی بن جاتے ہیں۔

☆ بچے کے سامنے ٹی وی کے ناچ گانے خود دیکھتے بیٹھے رہیں گے تو بچے بھی ان کے دیکھنے کے شوقین بن جائیں گے، جس گھر میں ناچ گانا دیکھا اور سنا جاتا ہے وہاں بچوں میں دینداری پیدا نہیں ہوتی، بلکہ بے حیائی اور بے دینی پیدا ہوتی ہے، اگر باپ اولاد کے سامنے گالی گلوج نہ کرے تو بچے بھی کبھی گالی اور فحش بکنے کی ہمت نہیں کریں گے، بچوں کو شرم و حیاء کا عادی بنانے کے لئے بچپن ہی سے ننگے پھرنے سے سختی سے منع کیجئے اور ایسا لباس پہنائیے جس سے بچپن ہی سے شرم و حیاء پیدا ہو۔

☆ ان سے جب بھی بات کریں تو انشاء اللہ، ماشاء اللہ، الحمدللہ، سبحان اللہ، جیسے الفاظ گفتگو میں ضرور استعمال کر کے اللہ کی تعریف، اللہ کا شکر اور اللہ کی مدد کا احساس دلائیں، ان کلمات کے معنیٰ بتلا کر اللہ کے بڑے ہونے کا احساس ان کے دل و دماغ میں پیدا کیجئے، ماں باپ عام طور پر ان کلمات کا استعمال اولاد سے بات کرتے وقت نہیں کرتے،

مثلاً بچہ اگر کوئی چیز لانے کو کہے تو باپ اس سے انشاء اللہ کہہ کر یہ وعدہ کرے کہ وہ شام میں لائیں گے، باپ کے وعدہ کی وجہ سے بچہ دن بھر انتظار میں رہتا ہے، بعض وقت بچے جب کوئی چیز لانے کو کہے تو خاموشی سے سن کر چلے جایئے اور وعدہ نہ کیجئے، جب شام کو بچہ اس چیز کے نہ لانے کے بارے میں پوچھے تو کہیں کہ بیٹا میں انشاء اللہ کہنا بھول گیا اس لئے یاد نہیں رہا، اسی لئے میں نہیں لاسکا، اس سے بچہ خاص طور پر انشاء اللہ کی اہمیت سمجھے گا اور آئندہ باپ سے وعدہ لے کر انشاء اللہ کہنے کی تلقین کرے گا۔

☆ گھر میں داخل ہوتے ہی یا نیند سے جاگنے پر بچوں کو سلام کا عادی بنایئے اور ماں باپ خود بچوں کو سلام کریں اور سلام کے معنیٰ اُنہیں سمجھائیں، اسکول سے آنے پر بلند آواز سے سلام کر کے گھر میں داخل ہونے کی تعلیم دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بچوں اور عورتوں کو سلام کرتے تھے۔

☆ بچوں کو نماز پابندی سے پڑھنے' دعائیں یاد کرنے اور قرآن مجید کی سورتیں زبانی یاد کرنے پر دس، بیس یا پچاس روپے دینے یا ان کی پسند کے کھلونے یا کھانے کی چیز دینے کے وعدے کیجئے، اس سے بچہ شوق سے جلد نماز، سورتیں اور دعائیں یاد کرے گا۔

☆ بچہ کو بچپن ہی سے اللہ سے مانگنے کا عادی بنایئے تا کہ بچہ ماں باپ سے نہیں اللہ سے مانگنے والا بنے۔

ایک لڑکا روتا ہوا باپ کے پاس آیا کہ امّی کھانا نہیں دے رہی ہیں، کھانا ابھی تیار نہیں ہوا تھا، باپ نے کہا: بیٹا آپ مسلمان ہو، روتے کیوں ہو؟ صبر کرو اور ایک کونے میں بیٹھ کر اللہ سے دعاء کرو، اللہ سے بولو؛ وہ امی کے دل میں کھانا دینے کی بات ڈالے گا، پھر وہ تمہیں کھانا دیدے گی، دوسرے دن بچہ ماں باپ کے ساتھ موٹر میں بازار جارہا تھا، باپ سے کہا کہ ابا! مجھے آئس کریم دلایئے، باپ نے کہا کہ میں نہیں دلاؤں گا، کیونکہ تم نے گھر میں فلاں چیز توڑ دی، بچہ تھوڑی دیر خاموش رہا، پھر کہا: آپ نہیں دلائیں گے تو میں اللہ سے بولوں گا' وہ آپ کے دل میں ڈال کر مجھے آئس کریم دلادے گا۔

☆ ماں بچے کی ذہن سازی کرنے اور دین دار بنانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام بی بی ہاجرہؓ اور بچے کو اکیلے چھوڑ کر چلے گئے، ان کی ساری تربیت بی بی ہاجرہؓ نے کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جب آٹھ سال کے ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ نے ان کے سامنے خواب کا تذکرہ کیا اور ذبح کرنے کی بات کی، تو انہوں نے کہا: آپ اللہ کا حکم پورا کیجئے، انشاءاللہ میں صبر کروں گا۔

☆ ماں بچپن سے اپنی اولاد کو اپنے بازو بٹھا کر نماز ادا کرے، اکثر مائیں اکیلی نماز پڑھ لیتی ہیں، بچہ کو کھیلتے ہوئے دیکھ کر نماز کی ترغیب نہیں دیتیں، باقاعدہ اس کو جانماز بچھا کر اپنے بازو بٹھائیں، وہ ماں کی نقل کریں گے، بڑے حضرات مسجد جاتے وقت بچوں کو کھیل میں مصروف دیکھ کر خود اکیلے نماز کو چلے جاتے ہیں، بچوں کو ساتھ نہیں لے جاتے، اس لئے ضروری ہے کہ بچوں کو کھیل سے روک کر مسجد لے جایئے اور نماز کے بعد کھیلنے کو کہیں، مسجد لیجا کر مسجد کے آداب سکھایئے۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک صحابیہؓ نے اپنے بچے کو یہ کہہ کر قریب بلایا کہ یہاں آؤ! میں فلاں چیز دوں گی، بچہ قریب آنے پر انہوں نے وہ چیز نہ دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: بچے کو جھوٹ بول کر مت بلایا کرو، یہ بھی جھوٹ میں لکھا جائے گا، ماں باپ بہت ساری باتوں میں بچے سے جھوٹے وعدے کرتے ہیں اور اپنا کام کروالیتے ہیں، اس سے بچہ بھی جھوٹ بولنے کا عادی بن جاتا ہے۔

☆ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ تعلیم حاصل کرنے کے لئے چھوٹی عمر میں اپنے وطن سے دور ایک قافلے کے ساتھ دوسرے شہر جا رہے تھے، ماں نے چالیس دینار آپ کے کُرتے کی آستین کے نیچے رکھ کر سی دئے تھے اور ان کو یہ تعلیم دی کہ وہ کبھی کسی بھی حالت میں جھوٹ نہ بولیں، راستے میں ڈاکوؤں نے قافلہ لوٹ لیا، حضرت شیخ جیلانیؒ جو ابھی چھوٹے تھے؛ ان سے بھی ڈاکوؤں نے پوچھا کہ تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ بچے نے کہا: ہاں! میرے کرتے کی آستین کے نیچے ۴۰/ دینار ہیں، ڈاکو تعجب سے دیکھتے ہوئے ان کو

سردار کے پاس لے گئے، سردار نے پوچھا تو بھی وہی جواب دوہرایا، تب سردار نے ساتھی ڈاکوؤں کو دینار نکالنے کے لئے کہا اور بچے سے کہا کہ تم ہم سے یہ دینار چھپا بھی سکتے تھے، تو حضرتؒ نے کہا: میری ماں نے جھوٹ بولنے سے منع کیا ہے، اس لئے میں جھوٹ نہیں بول سکتا، سردار کو بڑی حیرت اور شرمندگی محسوس ہوئی کہ بچہ اپنی ماں کی اتنی فرمانبرداری کر رہا ہے اور میں اللہ کی دن رات نافرمانی کر رہا ہوں، اس نے حضرت کے اس عمل سے عبرت حاصل کر کے توبہ کر لی اور اس کے ساتھ اس کے سب ساتھیوں نے بھی توبہ کر لی۔

☆ اکثر بچے اسکول جاتے آتے دوسرے بچوں کی پنسل، پین وغیرہ اپنے ساتھ رکھ کر لا لیتے ہیں، اس سے بچے میں چوری کی عادت پڑتی ہے، ایک لڑکا اسی طرح کا عمل کرتا تھا، پھر وہ بچپن میں باپ کی جیب سے روپیہ دو روپے چُرانے لگا، ماں یہ سب جانتے ہوئے اسے نہیں روکتی اور سمجھنے لگی کہ بچہ بڑا ہونے پر سمجھدار ہو جائے گا اور چوری چھوڑ دے گا، وہ بچہ آہستہ آہستہ بڑا ہوتے ہوتے مختلف چیزیں چُرانے کا عادی بن گیا اور جوان ہونے کے بعد ایک گھر میں چوری کرتے وقت ایک شخص کا قتل بھی کر دیا، اس کو عدالت کی طرف سے قتل کی سزاء میں پھانسی کا حکم دیا گیا، جب پھانسی دینے کا وقت آیا تو اس سے آخری خواہش پوچھی گئی، تو اس نے کہا کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں، اس کی ماں کو بلایا گیا، اس کے سامنے اس ڈاکو لڑکے نے کہا: ماں! اصل مجرم تو تو ہے، تو نے مجھے بچپن ہی میں چوری سے روکا ہوتا تو میں آج اتنا بڑا کام نہیں کرتا۔

☆ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستے سے گذر رہے تھے، آپؐ کے ساتھ حضرت فضل بن عباسؓ بھی تھے جو ابھی نوجوانی میں داخل ہو رہے تھے، ایک خاتون نے حج کے متعلق کچھ مسائل دریافت کرنے کے لئے آپؐ کو روکا، آپؐ مسئلہ بتلا رہے تھے، حضرت فضلؓ کی نگاہیں اس عورت کی طرف اٹھی ہوئی تھیں، آپؐ نے عبداللہؓ کے چہرے کو اس عورت کی طرف سے دوسری طرف پلٹا دیا، یہ تربیت کا انداز ہے۔

☆ ایک مرتبہ ایک بوڑھے آدمی نے آ کر مسلمان سے شکایت کی کہ اس کا ۲۰ سالہ بچہ

نماز نہیں پڑھتا، میری بات نہیں مانتا، سوتا پڑا رہتا ہے، مسلمان نے کہا: چچا! سرکس میں ایک ہنٹر ماسٹر، شیر، ببر، جنگلی جانوروں، گھوڑا، بندر اور ہاتھی جیسے جانوروں پر محنت کر کے ان سے کرتب دکھاتا ہے، اور آپ ۲۰؍ سال تک اپنے بچے کو پال کر بھی اللہ کا فرمانبردار نہیں بنا سکے؟ افسوس! آپ اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود محنت نہ کر کے شکایت کر رہے ہو، انسان کی مثال زمین کی سی ہے، اس پر محنت نہ کی جائے گی تو وہ جنگل یا کیڑے مکوڑے، سانپ اور بچھوؤں کا گھر بن جاتا ہے، انسان محنت جب کرتا ہے تو کتا بھی اس کے اشاروں پر چلتا ہے، آپ انسان ہو کر بیٹے کی شکایت کر رہے ہیں۔

☆ دین کے تعلق سے بچوں کو مختلف سوالات پوچھئے اور ان کے دماغ میں پیدا ہونے والے شبہات کو دور کرنے کی اجازت دیجئے، کوئی بھی سوال کرنے پر ان کو ڈانٹ کر یہ مت کہنا کہ خاموش رہو، بس مان لو، ان کے شبہات دور نہ کرنے کی وجہ سے ان میں شعور بیدار نہ ہوگا۔

مثلاً: بچے پوچھتے ہیں کہ بچہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟ مائیں بچوں کے اس سوال پر پریشان ہو جاتی ہیں، ان سے یہ نہیں کہنا کہ مرد و عورت کے ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے، بلکہ ان کے ذہن کو انڈے اور جانوروں کی طرف متوجہ کروا کر ان سے کہنا کہ انڈوں میں اور جانوروں کے پیٹ میں اللہ بچہ بناتا ہے اور پیدا کرتا ہے، بیج سے پودا پیدا کرتا ہے، ہر چیز اللہ پیدا کرتا ہے۔

بچے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ جب وہ ہر چیز کو پیدا کرتا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ اس سوال کے جواب پر بچے کو سمجھایئے کہ اللہ ہماری طرح اور دیگر مخلوقات کی طرح نہیں ہے، وہ ہماری طرح پیدائش اور موت سے پاک ہے، اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا اور نہ کسی نے اُسے بنایا، وہ خود سے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کو موت نہیں، جس کی عمر محدود ہوتی ہے اس کو بیوی بچوں کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے کہ وہ مر جائے تو اس کی نسل دنیا سے ختم ہو جاتی ہے، اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس لئے اس کو بیوی بچوں کی ضرورت نہیں ہے، اس کو ہماری طرح جسم بھی نہیں، جسم ہو تو پھر ہوا، پانی اور غذاء کی ضرورت ہوتی ہے، وہ مخلوقات کی طرح نہیں ہے، وہ بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے، بغیر کانوں

کے سنتا ہے، بغیر ہاتھوں کے پکڑتا ہے، اس کو ہماری طرح یا دوسری مخلوقات کی طرح اعضاء کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو ابھی بچے تھے، بڑے صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے، وہ کہتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا: وہ کونسا درخت ہے جس کے پتّے نہیں گرتے اور وہ مسلمان کی طرح ہے؟ صحابہؓ نے فرمایا: اے نبی ﷺ! آپ ہی بتادیں، نبی ﷺ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے، (بخاری) حضرت عبداللہؓ کو اس کا جواب معلوم تھا، آپؓ نے جواب دینا بھی چاہا، لیکن بڑوں کے احترام میں خاموش رہے، بعد میں اپنے والد حضرت عمرؓ سے کہا کہ مجھے جواب معلوم تھا، مگر میں بڑوں کے احترام میں خاموش رہا، اس پر حضرت عمرؓ نے ان کی ہمت افزائی کی اور کہا کہ تم کو کہنا چاہیئے تھا۔

☆ بچہ کو بچپن سے ہی غیر مسلموں کے ساتھ زندگی گذارنے کے آداب و اخلاق سکھایئے تا کہ وہ دعوتی ذہن کے ساتھ پرورش پاسکیں، اس کے لئے ہماری کتاب ''غیر مسلموں کے ساتھ زندگی کیسے گذاریں؟'' پڑھیئے، سمجھئے اور بچوں کو سمجھایئے، جس میں بزرگوں کے دعوتی واقعات ہیں کہ انہوں نے کیسے غیروں کو اپنے قریب کیا۔

☆ دینی تعلیم میں توحید، رسالت اور آخرت پر مضبوط انداز میں تعلیم دیجئے، توحید کو مضبوط کرنے کے لئے شرکیہ عقائد اور شرکیہ افعال مثالوں سے سمجھایئے تا کہ بچہ بچپن سے شرک سے دور رہے، اس کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھایئے۔

☆ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ قافلے کے ساتھ جارہے تھے، راستے میں ایک لڑکے کو بکریاں چراتے ہوئے دیکھا، اس کا امتحان لینے کے لئے اس سے کہا کہ ایک بکری ہمیں فروخت کردو، لڑکے نے کہا: میں ان بکریوں کا مالک نہیں ہوں، تو حضرت عمرؓ نے کہا: مالک تو اب نہیں دیکھ رہا ہے، تم مالک سے کہہ دینا کہ بکری مرگئی، تو لڑکے نے کہا: مالک نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا، مالک کا مالک (اللہ) تو دیکھ رہا ہے؟ حضرت عمرؓ اس لڑکے کے اس جواب پر

بہت خوش ہوئے اور دعاء دی، اپنی اولاد کے ذہن کی اسی طرح تربیت کریں۔

رسالت کی اہمیت وضرورت کو سمجھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کے نکات بچے کے ذہن میں بچپن ہی سے بٹھائیے، اسی طرح عقیدۂ آخرت پر یقین کیسے پیدا کیا جائے، وہ بھی شعوری انداز میں سمجھائیے، اس کے لئے ہماری کتابیں ''آخرت پر یقین کیسے پیدا کیا جائے''، ''پیغمبر پر ایمان میں شعور کیسے دیا جائے'' ضرور پڑھئے، پڑھائیے اور سمجھائیے۔

☆ بچپن سے غریب انسانوں کے ساتھ اچھا اور عزت دار سلوک کرنے کی ترغیب دیجئے اور ان سے نفرت کرنے اور بے عزتی والے سلوک سے روکئے، تاکہ بچے میں عمدہ اخلاق پیدا ہوسکیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت سیدنا حسینؓ کو اپنے ایک ایک مانڈی پر بٹھاتے اور اسامہؓ کا منہ ہاتھ صاف کرتے، حضرت حسینؓ آپؐ کے نواسے تھے جبکہ حضرت اسامہؓ آپؐ کے غلام حضرت زیدؓ کے بیٹے تھے۔

☆ بچپن سے بچوں کو منافقوں کی صفات سمجھائیں اور ان سے بچنے کی تلقین کریں، خاص طور پر جھوٹ بولنے، وعدہ خلافی کرنے، امانت میں خیانت کرنے، فحش وگالی گلوج بکنے اور برائی کا حکم کرنے، جھوٹی قسمیں کھانے اور نماز میں سستی وکاہلی کرنے سے بچائیے۔

☆ آج کل انگریزی میڈیم میں پڑھنے والے بچے عربی زبان سیکھنے کے بجائے وہ رومن انگلش میں دعائیں اور قرآن مجید کی سورتیں یاد کررہے ہیں، عربی پڑھنا نہیں جانتے، یہ مسلم طلبہ کے لئے بہت خطرناک بات ہے، انہیں دعائیں اور سورتیں عربی زبان میں یاد کرنے کے قابل بنائیں، پچھلی آسمانی کتابوں کی اصلی زبان دنیا سے ختم ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ قومیں آسمانی کتابوں کو ان کی نازل کردہ زبانوں میں پڑھنے سے دور ہوگئی تھیں، اگر ہمارے بچے یہ طریقہ اختیار کریں تو گویا ہم عربی زبان کو کمزور اور مٹانے کا عمل کررہے ہیں، اگر عربی زبان کے ساتھ دعائیں رومن انگلش میں لکھی ہوں تب بھی

انہیں نہ پڑھنے دیں، اس لئے کہ وہ عربی زبان کے بجائے رومن انگلش میں پڑھنے میں آسانی محسوس کریں گے، اور عربی زبان کے الفاظ کے مخارج سے واقف نہیں ہوں گے۔

اولاد کی زندگی کے مختلف شعبوں میں تربیت کرنا ہو تو ہماری کتاب ''اولاد کو مسلمان بنانے کا طریقہ'' اور ''بچوں کی اسلامی تربیت کیسے کریں؟''، اور ہندی میں ''اولاد کو جہنم سے بچانے کا طریقہ'' ضرور پڑھئے، پڑھائیے اور سمجھائیے۔

سورۃ المعارج میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنی اولاد، اپنی بیوی، اپنے بھائی اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو جو اُسے پناہ دینے والے تھے اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور نجات پا جائے۔ (المعارج: ۱۱ تا ۱۴)

۴۔ سچی اور پکی توبہ کی تلقین

يَـا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحاً عَسَى رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِيْ اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ o (التحریم: ۸)

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی و پکی توبہ کرو، کچھ بعید نہیں کہ تمہارا پروردگار تمہاری برائیاں تم سے جھاڑ دے اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کردے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اُس دن جب اللہ نبی کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں اُن کو رُسوا نہیں کرے گا، اُن کا نور اُن کے آگے اور اُن کی دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا، وہ کہہ رہے ہوں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمارے لئے اس نور کو مکمل کردیجئے اور ہماری مغفرت فرما دیجئے، یقیناً آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔''

توبہ ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے، اللہ یہ

چاہتا ہے کہ انسان جو بھی گناہ دنیا کی زندگی میں کرے وہ مرنے سے پہلے توبہ کے ذریعہ معاف کروالے، یہاں تک کہ مشرک کو بھی مرنے سے پہلے توبہ کرکے ایمان قبول کر لینے کا موقع دیا گیا ہے؛ تاکہ انسان مرنے کے بعد آخرت میں جہنم کے عذاب سے بچ جائے ،مگر اکثر مسلمان توبہ کا صحیح طریقہ جانتے ہی نہیں اوران کے نزدیک توبہ کا صحیح تصور ہی نہیں، وہ سمجھتے ہیں گناہ ہوجانے کے بعد توبہ کرلوتو سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، پھر وہ نئے سرے سے گناہ پر گناہ کرتے رہتے ہیں، بہت سے لوگ گناہ کرتے اور توبہ بھی کرتے، لیکن گناہ نہیں چھوڑتے ،ان کے نزدیک توبہ ایک رسم بنی ہوتی ہے، وہ گناہ پراڑے رہتے ہیں، غیر مسلم جس طرح توبہ کی حقیقت نہیں جانتے بالکل اسی طرح اکثر مسلمان بھی توبہ کی حقیقت سے واقف ہی نہیں، توبہ کے بعد جس طرح غیر مسلم کی زندگی میں تبدیلی نہیں آتی ویسے ہی اکثر مسلمان توبہ کرتے ہیں اور پھر پہلے جیسے تھے ویسے ہی نافرمانی والی زندگی گذارتے ہیں، اگر پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے تو توبہ کے بعد بھی بے نمازی رہتے ہیں، اگر بے پردگی تھی تو توبہ کے بعد بھی بے پردگی میں رہتے ہیں، اگر فحش کلامی، گالی گلوج اور ناچ گانے میں ملوث تھے تو توبہ کے بعد بھی اسی خراب اور گندی عادتوں میں ملوث رہتے ہیں، اگر شرکیہ عقائد و اعمال میں گرفتار تھے تو توبہ کے بعد بھی شرک و بدعات سے دور نہیں ہوتے، اگر شادی کے نام پر ناجائز طریقوں سے مال لوٹتے تھے تو توبہ کے بعد بھی وہی لٹیروں والا لین دین چلتا رہتا ہے، پہلے جھوٹ، غیبت، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت وغیرہ جیسی برائیاں اپنے اندر تھیں تو توبہ کے بعد بھی موجود رہتی ہیں، رشوت لینے والے توبہ کے بعد بھی رشوت لیتے ہیں، دھوکہ دینے والے، جھوٹے مقدمات میں پھنسانے والے، تہمت لگانے والے توبہ کے بعد بھی ان بداعمالیوں کو نہیں چھوڑتے، دُکانوں، مکانوں، زمینوں پر ناجائز قبضہ رکھنے والے توبہ کے بعد بھی ناجائز قبضے نہیں چھوڑتے، قرض دبانے والے توبہ کے بعد بھی قرض واپس نہیں کرتے، بے حیاء و بے شرم یہود و نصاریٰ کے کلچر پر زندگی گذارنے والے توبہ کے بعد بھی ویسی ہی زندگی گذارتے ہیں،

بالغ جوان ہونے کے بعد جتنی نمازیں اور روزے قضاء ہوئے تھے توبہ کے بعد بھی ان کی قضاء ادا نہیں کرتے، اور نہ زکوٰۃ کا حساب کر کے سابقہ زکوٰۃ کی قضاء ادا نہیں کرتے۔

ہماری توبہ، توبہ نہیں مذاق ہے!

اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی و پکی توبہ کرو۔ (التحریم:۸)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے انتہاء مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، وہ اپنی رحمت سے بندوں کے گناہوں کو بار بار معاف کرنے کا طریقہ رکھا ہے، وہ چاہتا ہے کہ بندے مرنے سے پہلے توبہ کر کے آخرت میں آئیں؛ تاکہ انسان جہنم کی آگ سے بچ جائے، وہ دوجگہ سزاء دینا نہیں چاہتا، اس نے یہ تعلیم دی کہ اگر انسان کے گناہ زمین و آسمان میں بھر جائیں اور وہ شرک سے پاک رہا تو وہ اپنے مالک سے ناامید نہ ہو، وہ اس کے گناہ معاف کرنے کے لئے تیار ہے، اللہ نے اپنے بندوں کے گناہ کو معاف کرنے کے لئے مختلف بہانے اور حیلے رکھے ہیں، مگر اس نے شرط یہ رکھی ہے کہ بندہ سچی اور پکی توبہ کر لے، توبہ کر کے بار بار گناہ کر کے اللہ کے ساتھ مذاق نہ کرے، چنانچہ انسانوں کے گناہِ صغیرہ کو بخار، دنیا کی تکالیف، وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور مختلف عبادات، صدقات و خیرات اور بیماریوں اور تکالیف و آزمائشوں وغیرہ کے ذریعہ ہر روز معاف کرتا ہی رہتا ہے، مگر گناہ کبیرہ کے لئے اس نے سچی اور پکی توبہ کی شرط رکھی ہے، اکثر مسلمانوں کے نزدیک گناہ سے توبہ کرنے کا اسلامی تصور میلوں غائب ہے، وہ توبہ کے نام پر روتے چلاتے ہیں، خاص راتوں میں توبہ کر کے گڑگڑاتے ہیں، حج و عمرہ بار بار کرتے ہیں، مگر توبہ کے ساتھ ساتھ گناہ بھی جاری رکھتے ہیں، ان کے پاس توبہ کا صحیح تصور ہی نہیں، ان کی زندگیوں کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ توبہ کر کے اللہ کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں اور شیطان کا ساتھ بھی دے رہے ہیں، ان کے نزدیک توبہ ایک رسم بنی ہوئی ہے، وہ گناہ پر اڑے رہتے ہیں، غیر مسلم جس طرح توبہ کی حقیقت نہیں جانتے بالکل اسی طرح مسلمانوں کی کثیر تعداد بھی توبہ

کی حقیقت اور روح سے واقف نہیں ہے، توبہ کے بعد جس طرح غیر مسلم کی زندگی میں تبدیلی نہیں آتی ویسے ہی اکثر مسلمان توبہ کرتے ہیں اور پھر پہلے جیسے تھے ویسے ہی نافرمانی اور بغاوت والی منافقانہ ومشرکانہ زندگی گذارتے ہیں۔ حقیقت میں توبہ کسے کہتے ہیں؟ اگر آپ راستہ چلتے چلتے بھٹک گئے تو خیال آتے ہی یا رہنمائی ملتے ہی صحیح راستے پر آجانا؛ توبہ کی مثال ہے، یہ نہیں کہ غلط راستے پر چلے گئے، غلطی اور گناہ کا احساس ہوجانے کے باوجود گناہوں کی لذت اور مزوں کی وجہ سے گناہ کو گناہ جانتے ہوئے بھی گناہ کے کاموں میں مبتلا رہے تو اس کو توبہ نہیں کہتے، فطرتِ انسانی ہے کہ گندگی لگتے ہی فوراً دھولیا جاتا ہے، بار بار گندگی نہیں لگائی جاتی، جہنم کے راستے پر چلنے کے بعد احساس ہوتے ہی جنت کے راستے پر آجانا توبہ ہے، شیطان انسانوں سے تین طرح کے گناہ کرواتا ہے: (۱) حقوق اللہ کے گناہ، (۲) حقوق النفس کے گناہ، (۳) حقوق العباد کے گناہ۔

(۱) حقوق اللہ میں گناہ کیسے کیا جاتا ہے؟

بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اکیلے اللہ کی عبادت واطاعت کریں، عبادت کے وہ سارے طریقہ جو خالص اللہ کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں انہیں غیر اللہ کے ساتھ ادا کرنا اللہ کے حقوق میں شرک ہے، مثلاً ایمان رکھتے ہوئے کسی مخلوق کو اللہ کے علاوہ مشکل کشا، حاجت روا، دافع البلیات سمجھنا، یا مخلوق سے اولاد، صحت، تجارت میں نفع، روزگار ونوکری مانگنا، یہ اللہ کے ساتھ شرک ہے، اللہ کی عبادت نماز پڑھتے ہوئے کسی غیر اللہ کو رکوع، سجدہ کرنا، منت ومراد اور دعاء مانگنا؛ یہ اللہ کے حقوق، مخلوق کو دینا ہے، یہ بھی اللہ کے حقوق میں شرک ہے، کعبۃ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے گھر کا طواف کرنا شرک ہے، مخلوق کو علم غیب رکھنے والا سمجھنا شرک ہے، جب تک بندہ ان تمام شرکیہ اعمال سے توبہ نہیں کرتا اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی، خالص ایمان پر ہی بندہ کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر تمام عبادات قبول ہوتی ہیں، ورنہ تمام اعمال ضائع کردئے جائیں گے، جوان ہوجانے کے بعد احساس ہوتے ہی توبہ سے پہلے یا توبہ کے بعد جتنی نمازیں قضاء ہوگئیں، جتنے فرض

روزے چھوٹ گئے اور جتنی زکوٰۃ ادا نہیں کی، ان کا حساب کر کے یکساں یا آہستہ آہستہ ادا کرنا، ہر روز قضاء نمازیں ادا کرتے رہنا، آہستہ آہستہ قضاء روزے رکھنا شروع کر دینا؛ توبہ کے لئے ضروری ہے، لوگ توبہ میں ان چیزوں کا خیال کئے بغیر بس توبہ کرتے ہیں، جو لوگ صرف جمعہ کے دن ہی نماز پڑھتے ہیں، ہر روز پانچ وقت کی نماز ادا نہیں کرتے؛ توبہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ توبہ کے بعد فوراً نماز کے پابند ہو جائیں؛ ورنہ ان کی توبہ صحیح نہیں ہوگی، توبہ کے باوجود وہ ترک نماز کے گنہگار رہیں گے، حدیث میں ہے کہ: مؤمن اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔

(۲) حقوق النفس کے ساتھ گناہ کیسے کیا جاتا ہے؟

☆ جو لوگ بے پردگی و بے حیائی کو چھوڑے بغیر توبہ کرتے ہیں وہ توبہ صحیح نہیں، توبہ کے باوجود بے پردگی کے گناہ میں رہیں گے، توبہ کے فوراً بعد ان کو پردے میں آنا ہوگا، ☆ جو لوگ فضول خرچی، جاہلانہ رسمیں چھوڑے بغیر توبہ کرتے ہیں وہ توبہ صحیح نہیں، توبہ کے باوجود فضول خرچی اور جاہلانہ غیر اسلامی رسموں کے گناہ میں رہیں گے، توبہ کے ساتھ ہی فضول خرچی چھوڑنا ہوگا، ☆ جو لوگ فلمیں ناچ گانے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں انہیں ناچ گانوں سے نفرت کر کے ٹی وی سے دور رہنا ہوگا؛ ورنہ ناچ گانوں اور فلموں کے شوقین رہتے ہوئے توبہ کریں گے تو وہ توبہ صحیح نہیں ہوگی، ان کا گناہ برقرار رہے گا، گالیاں دینے والے، نیم برہنہ لباس پہننے والے، اپنے سینوں، پیٹ، پیٹھ کھلے رکھنے والے، اس لباس کو چھوڑے بغیر توبہ کریں تو ان کی توبہ صحیح نہیں ہوگی، توبہ کے ساتھ ہی پوری ستر کو چھپانا ضروری ہے، ☆ اسی طرح دوسروں سے حسد، جلن، بغض، عداوت، بدعات وخرافات، ناچنا، شراب، جوا، زنا، جھوٹ، جھوٹے مقدمات، وعدہ خلافی، تعصب، غریبوں سے نفرت، غرور وتکبر، ریاکاری، امانت میں خیانت، نفسانی خواہشات، اپنے کو عقلمند دوسرے کو بیوقوف سمجھنا یہ سب اعمال رذیلہ نفس پرستی اور نفس کے ساتھ گناہ کرنا ہے، توبہ کرنے سے پہلے ان اعمال سے نفرت کرنا اور ان کو پوری طرح ترک کرنے کا جذبہ پیدا کرنا توبہ

ہے، یہ تمام اعمال میں مبتلا رہ کر توبہ کرنا صحیح توبہ نہیں۔

(۳) حقوق العباد میں کیسے گناہ کیا جاتا ہے؟

☆ شادی بیاہ میں ناجائز طریقے پر جہیز لینا، جوڑے کی رقم لینا، لڑکی والوں سے جبراً دعوتوں کا مطالبہ کرنا اوران کو رسم ورواج کے لئے مجبور کرنا حقوق العباد میں گناہ کبیرہ ہے، اس کی توبہ کے لئے یا تو مال اور سامانِ جہیز واپس کرنا ہوگا یا ناجائز دعوتوں کا خرچ ادا کرنا ہوگا، جوڑے کی رقم اور سامان واپس کئے بغیر توبہ کرنا صحیح توبہ نہیں ہے، اس کا گناہ برقرار رہے گا، اس کے معاوضہ میں آخرت میں اپنی نماز، روزہ اور دیگر عبادات کا ثواب دینا ہوگا، ☆اسی طرح کسی سے قرض لیا ہو تو قرض واپس کرنا ہوگا یا برضا ورغبت معاف کروانا ہوگا، زبردستی معاف کروانے سے بھی معاف نہ ہوگا، ورنہ رسول اللہ اس میت کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے جس کے ذمہ قرض باقی ہو، حدیث میں ہے کہ میت کی روح زمین وآسمان کے بیچ میں اس وقت تک معلّق رہتی ہے جب تک اس کا قرض واپس نہ کیا جائے، میت کے مال میں سے تدفین کے بعد سب سے پہلے قرض ادا کیا جائے، کسی کی دُکان، مکان کرایہ پر لیا ہو، یا زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہو تو دُکان، مکان اور زمین واپس کرنا ہوگا، ورنہ ان چیزوں پر ناجائز قبضہ رکھ کر توبہ کرنا بیکار ہے، اُسے توبہ ہی نہیں کہتے، ان چیزوں کا گناہ برقرار رہے گا، ☆ پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو ستایا ہو، ظلم کیا ہو تو ان کو راضی اور خوش کئے بغیر ان سے معافی مانگے بغیر توبہ کرنا صحیح توبہ نہیں ہوتی، اس کا گناہ برقرار رہے گا، ☆لوگوں کو ناحق مارا ہو، گالیاں دی ہو تو ان سے معافی مانگنا یا معاف کروانا، ان کے مار کے برابر مار کا بدلہ دینا؛ تب ہی صحیح توبہ ہوگی، لوگوں کو مار پیٹ کر کے داداگیری جاری رکھتے ہوئے ظلم کر کے توبہ کرنا، یہ صحیح توبہ نہیں ہے، ☆ رشوت اور سود لئے ہوں اور توبہ سے پہلے رشوت اور سود کی رقم واپس نہ کر کے توبہ کرنا اپنے نفس کو دھوکہ میں مبتلا رکھنا ہے، توبہ کے لئے جس سے رشوت یا سود لیا ہے ان کو واپس کرے یا معاف کروالے؛ تب ہی توبہ صحیح ہوگی ورنہ نہیں، اگر رشوت سے اولاد کو ڈاکٹر، انجینئر بنایا اور رقم پوری ختم ہوچکی تو اولاد سے کہیں کہ ان کی تعلیم حرام مال سے

ہوئی ہے؛ وہ ہر مہینہ کچھ رقم دیں تا کہ ذمہ داروں کو واپس کی جائے، یا جن سے رشوت وسود لیا وہ یا ان کے قریبی رشتہ دار موجود نہیں تو ان کے نام سے خیرات کردی جائے؛ تب ہی اس گناہ سے معافی ونجات مل سکتی ہے، ☆ جس جس کے حقوق ادانہیں کیئے، وراثت کا مال برابر تقسیم نہیں کیا تو ان کے پورے حقوق اچھی طرح ادا کیئے بغیر توبہ کرنا صحیح نہیں ہے، ☆ حقوق العباد میں اولاد کی تربیت نہ کرکے ان کو گمراہی اور شرکیہ عقائد واعمال میں مبتلا کرنا اور ان کو دین سے ناواقف رکھنا بھی حقوق العباد کا گناہ ہے، آخرت میں اس کی سزاء ہوسکتی ہے، ☆ لوگوں کی غیبت کرنا یا ان پر غلط تہمت لگانا، ناحق قتل وخون کرنا، بہو کا ساس کو ستانا یا ساس کا بہو پر ظلم کرنا، شوہر کا بیوی پر ظلم کرنا یا بیوی کا شوہر کو ستانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، یہ سب حقوق العباد کے گناہ ہیں، ان میں سدھار لائے بغیر اور ان کو راضی کیئے بغیر توبہ کرنا صحیح توبہ نہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اعمال تین ہیں: ایک بخشا جائے گا، اور ایک بخشا نہ جائے گا اور ایک چھوڑا نہ جائے گا۔ (مسند احمد: ۲۴۸۳۸)

اس میں پہلا نماز، روزہ، زکوٰۃ وحج وغیرہ ہیں، دوسرے میں کفر وشرک اور تیسرے میں بندوں کے حقوق ہیں، حضورا نے فرمایا: جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو یا اس کی بے عزتی کی ہو یا حق تلفی کی ہو تو اسے چاہیئے کہ آج ہی اس کا حق ادا کرکے معافی مانگ کر اس دن سے پہلے جان بخشی کروالے جس دن دینار ہوگا نہ درہم ہوگا۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص گناہ سے استغفار کرے اور پھر اس پر مسلسل جما رہے؛ وہ گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مذاق کرتا ہے، حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نیکیوں کے دفتر کے ساتھ آئے گا، مگر اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا، کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا، کسی کا حق مارا ہوگا، چونکہ وہ مکمل انصاف کا دن ہوگا اس لئے جس جس کو اس شخص نے ستایا ہوگا، جس کی حق تلفی کی ہوگی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی، اگر حقوق کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم

ہو جائیں گی تو حقداروں کے گناہ اس کے سر پر ڈال دئے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔(مسلم)

حضرت علیؓ نے فرمایا: توبہ کے لئے چھ چیزیں ضروری ہیں: (۱) گناہ پر نادم ہونا، (۲) جن فرائض سے غفلت برتی ہو ان کو ادا کرنا، (۳) جن کا حق مارا ہو اس کو واپس کرنا، (۴) جن کو تکلیف دی ہو اس سے معافی مانگنا، (۵) آئندہ وہ گناہ نہ کرنا، (۶) نفس کو اللہ کی اطاعت میں لگانا، یہ (باتیں توبہ میں) نہ ہو تو توبہ جھوٹی ہے۔(تفسیر رازیؒ:۱۳/۴۳۴)

اس تشریح سے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ حقوق العباد کا گناہ ایسا گناہ ہے جو صرف توبہ کے الفاظ سے معاف نہیں ہوتا؛ بلکہ اللہ نے یہ شرط رکھی ہے کہ جس پر ظلم کیا گیا ہو اس سے معاف کروانا یا اس کا حق ادا کرنا ضروری ہے تب ہی اللہ اپنے انصاف کو مکمل کرے گا اور توبہ قبول کرے گا؛ ورنہ حقوق العباد کا گناہ برقرار رہتا ہے، آج مسلمان توبہ کا صحیح طریقہ نہ جاننے کی وجہ سے مسلم معاشرہ گناہوں کے دلدل میں پھنستا جا رہا ہے اور اکثر عذاب الٰہی کا شکار ہے، ذرا غور کیجئے! آخر وہ لوگ جو اللہ کے حقوق مخلوق کو دے رہے ہیں، نفس کی اطاعت اور غلامی میں نفس کو خدا بنا بیٹھے اور حقوق العباد میں ظلم کر رہے ہیں، آخر وہ کس چیز کی توبہ کر رہے ہیں؟ جبکہ گناہِ کبیرہ کو ترک ہی نہیں کرتے، اللہ سے تو نڈر بنے ہوئے ہیں اور آخرت کو بھولے ہوئے ہیں، اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

۵۔ قرآن میں ایمان والی عورتوں کی تربیت کے لئے چار خواتین کا تذکرہ:

إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ o عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجاً خَيْراً مِّنكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَاراً o (التحریم:۵،۶)

ترجمہ:۔ (اے نبی کی بیویو!) اگر تم اللہ کے حضور توبہ کر لو (تو یہی مناسب ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل مائل ہو گئے ہیں، اور اگر تم نے نبی کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد کی تو

(یادرکھو کہ) اُن کا ساتھی اللہ ہے اور جبرئیل ہیں اور نیک مسلمان ہیں، اوراس کے علاوہ فرشتے ان کے مددگار ہیں، اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو ان کے پروردگار کو اس بات میں دیر نہیں لگے گی کہ وہ ان کو (تمہارے) بدلے میں ایسی بیویاں عطا فرمادے جو تم سب سے بہتر ہوں، مسلمان' ایمان والی' اطاعت شعار' توبہ کرنے والی' عبادت گذار اور روزہ دار ہوں، چاہے پہلے اُن کے شوہر رہے ہوں یا کنواری ہوں۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَأَةَ نُوحٍ وَامْرَأَةَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئاً وَقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِيْنَ o وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ o وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ o (التحریم: ۱۰ تا ۱۲)

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے اللہ اُن کے لئے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے، یہ دونوں ہمارے دو ایسے بندوں کے نکاح میں تھیں جو بہت نیک تھے، پھر انہوں نے ان کے ساتھ بے وفائی کی تو وہ دونوں اللہ کے مقابلے میں اُن کے کچھ بھی کام نہیں آئے، اور (اُن بیویوں سے) کہا گیا: دوسرے جانے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں چلی جاؤ، اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے ان کے لئے اللہ، فرعون کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے، اُنہوں نے دعاء کی تھی کہ: میرے پروردگار! میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنادے، اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے نجات دیدے، اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی نجات عطا فرما، نیز عمران کی بیٹی مریمؑ کو (مثال کے طور پر پیش کرتا ہے) جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو ہم نے اُن میں اپنی روح پھونک دی، اور انہوں نے اپنے پروردگار کی باتوں اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت شعار لوگوں میں سے تھیں۔

ازواجِ مطہراتؓ کے ذریعہ خواتینِ امت کی تربیت کی جارہی ہے

اللہ تعالیٰ ازواج مطہراتؓ کو مثال بنا کر قرآن کریم میں دو جگہ ہدایات دے کر امت مسلمہ کی خواتین کی تربیت فرمارہا ہے، اورعورتوں میں شعور پیدا کرنے کے لئے ان آیات میں خاص طور پر چار خواتین کی طرف اشارہ فرمارہا ہے۔

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِکَ إِن کُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیَاةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ أُمَتِّعْکُنَّ وَأُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحاً جَمِیْلاً o وَإِن کُنتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَ الدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنکُنَّ أَجْراً عَظِیْماً o (التحریم:۲۸تا۲۹)

ترجمہ:۔ اے نبیؐ! اپنی بیویوں سے کہو کہ: اگر تم دنیوی زندگی اور اُس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ تحفے دے کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کردوں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور عالمِ آخرت کی طلبگار رہو تو یقین جانو اللہ نے تم میں سے نیک خواتین کے لئے شاندار انعام تیار کر رکھا ہے۔

بخاری میں ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ آپؐ کے اطراف ازواج مطہراتؓ جمع ہیں، اور آپؐ خاموش تشریف فرما ہیں، آپؐ نے حضرت عمرؓ کو خطاب کر کے فرمایا: یہ میرے گرد بیٹھی ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور یہ مجھ سے نان ونفقہ کے لئے خرچ مانگ رہی ہیں، اس پر دونوں نے اپنی اپنی بیٹیوں کو ڈانٹا اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرتی ہو، وہ چیز مانگتی ہو جو آپؐ کے پاس نہیں ہے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالی مشکلات اور مسائل میں گھرے ہوئے تھے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اگر چہ کہ معاشرے کی سب سے عمدہ خواتین تھیں، مگر بہرحال بشریت کے تقاضوں سے آزاد نہیں تھیں، کبھی کبھی ان کے لئے مسلسل تکالیف میں زندگی گذارنا مشکل اور دشوار ہو جاتا تھا، وہ بے صبر ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نان و

نفقہ بڑھانے کا مطالبہ کرتیں، اس زمانے میں حضور اکرم ﷺ پر مالی مشکلات تھیں، کفر اور اسلام کی کشمکش جنگ احزاب اور بنی قریظہ کی بغاوت سے قریب کا زمانہ تھا، اس پر ازواج مطہراتؓ نے خرچ کے لئے نان ونفقہ کی تکلیف کا اظہار اور مطالبہ کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں احساس دلایا کہ ان کو جو مرتبہ ومقام ازواج مطہرات اور امہات المؤمنین کا عطا فرمایا گیا ہے اس کی شان سے یہ بات مطابقت نہیں رکھتی، اس مطالبہ سے یہ اندیشہ پیدا ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خانگی زندگی تلخ ہوجائے گی اور گھر کی عورتیں اس طرح کے مطالبات کریں تو اس کا اثر دین کے مختلف کاموں پر پڑ سکتا ہے، وہ اپنے مقام ومرتبہ کو محسوس کریں جو رسول اللہ ﷺ کی شریک حیات ہونے پر نصیب ہوا ہے، وہ اپنے آپ کو دنیادار اور عام عورتوں کی طرح اور اپنے گھر کے حالات کو غیر مسلموں کے گھر کی طرح نہ سمجھیں، دنیا کی چمک دمک اور عیش وآرام تو غیر مسلموں کے لئے ہے، اور یہ دنیا ان کے لئے جنت بنادی گئی ہے، جو طریقہ اور روش تم لوگوں نے اختیار کیا ہے اس سے نبیؐ کو تکلیف ہورہی ہے، اس سے باز آجاؤ، اس کے بجائے اپنی ساری توجہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت پر لگاؤ، صبر اور شکر والی زندگی اختیار کرو، اللہ نے جنت کے عوض تمہاری جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے، دنیا تمہارے لئے قید خانہ ہے، قید خانہ میں تکالیف اور مشکلات چند دنوں تک ہوتی رہتی ہیں، اگر تم خوشحالی اور دنیا چاہتی ہو تو ہمارا رسول تم کو خیر خوبی کے ساتھ رخصت دے دے گا، اور اگر اللہ، رسول اور آخرت چاہتی ہو تو پھر صبر وشکر کے ساتھ تکلیفوں کو برداشت کرو۔

ان آیات کی روشنی میں امت مسلمہ کی عورتوں کو بھی یہ نصیحت اور تاکید کی جارہی ہے کہ دنیا کی زندگی ان کے لئے سب کچھ نہیں ہے، وہ دنیا میں امتحان کی خاطر مختصر وقفہ کے لئے رکھی گئیں ہیں، پھر وہ عام عورتوں اور غیر مسلم عورتوں کی طرح نہیں ہیں، اللہ نے ان کو دنیا کی تمام عورتوں میں سے چن کر رسول اللہ ﷺ کی امت میں پیدا کرکے ایمان عطا فرمایا، ایسی صورت میں وہ دنیادار، اللہ کی نافرمان عورتوں کی طرح دنیا کی تکالیف اور پریشانیاں برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہوں، دنیا کے مزے اور عیش وعشرت والی زندگی

چاہ کر شوہر کے حالات اور مجبوریوں کو نہ سمجھے اور شوہر کو دین پر چلنے اور دین کی محنت کرنے میں اس کے ذہنی سکون کو برباد کردے اور اس کے معاشی حالات پر نظر نہ رکھے اور شوہر سے سونا چاندی، زیورات، عمدہ لباس، سامان عیش اور شاہانہ زندگی کا مطالبہ کرتے تو ان آیات کی روشنی میں اللہ کی نصیحت سے منہ موڑنا اور اپنے آپ کو اللہ کا باغی بنانا ہے۔

ایمان والی نیک بیوی اور عقلمند بیوی اپنے شوہر پر بوجھ نہیں بنتی اور اس کے مسائل کو اچھی طرح سمجھ کر اس کو بی بی خدیجہؓ کی طرح جنھوں نے ذہنی سکون پہنچایا، ہمت افزائی کی، اپنا مال شوہر پر لُٹایا، دولت مند ہوتے ہوئے شعب ابی طالب میں بھوک پیاس اور تکالیف برداشت کرتی رہیں، سوکھی روٹی اور چٹنی کھا کر اپنے شوہر کا ساتھ دیا، معاش کمانے سے زیادہ دین کے کام کرنے کے لئے شوہر کو فارغ کردیا، انسان بیوی بچوں کے دباؤ میں اچھی پرورش کی خاطر دین کی خلاف ورزی کرتا ہے اور حرام مال، ناجائز طریقوں سے حاصل کرتا ہے، اور اپنی زندگی کے مقصد کے خلاف چلتا ہے اور سب کی آخرت تباہ کردیتا ہے، یہاں ازواجِ مطہراتؓ کو براہ راست خطاب کر کے یہ احساس دلایا گیا کہ نبی کی بیویاں ہونا تمہیں اللہ کی پکڑ سے نہیں بچاسکتا، یا تمہارے مرتبے کی وجہ سے تمہیں گناہ سے بخشش نہیں مل سکتی، جو جتنا زیادہ ذمہ دار ہوگا وہ اپنی نافرمانی پر اتنا ہی زیادہ سزاء کا مستحق ہوگا، اللہ نے دنیا کی تمام عورتوں میں مؤمن عورتوں کو چن کر رسول اللہ ﷺ کے امتی جب بنایا ہے تو وہ دنیا کی تمام عورتوں میں سب سے زیادہ اللہ کے احکام پر عمل کرنے کی ذمہ دار ہیں۔

اگر انہوں نے قرآن مجید پر ایمان رکھ کر اللہ کے احکام کے خلاف زندگی گذاری اور دنیا پسند کرنے والی بن گئیں تو ان کو بھی دوگنا عذاب ہوسکتا ہے، اطاعت کریں گی تو اجرِ عظیم مل سکتا ہے، جس طرح نبی کا گھر تمام امتیوں کے لئے نمونہ اور مثال ہوتا ہے اسی طرح مؤمن عورتوں کی زندگی بھی تمام غیر مسلم عورتوں کے لئے مثال اور نمونہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو واسطہ بنا کر امت مسلمہ کی عورتوں کی تربیت کے لئے فرما رہا ہے کہ تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، قرآن کو ماننے والی اور رسول ﷺ کی امتی ہو، اگر تم اللہ

سے ڈرنے والی ہوتو اللہ کی اطاعت کرو، اللہ کی اس تاکید کے باوجود عورتوں کی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ قرآن کی ان آیات کے خلاف ہر حکم کی خلاف ورزی کرتی ہیں اور نافرمانی کی زندگی گذارتی ہیں۔

یہ دراصل بظاہر ازواج مطہراتؓ کی طرف احساس دلانا ہے، ورنہ امت کی ہر ایمان والی عورت کو دنیا کی حقیقت سمجھ کر زندگی گذارنا چاہئے، ہر مسلمان عورت کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی ذہن میں رکھنا چاہئے جنہوں نے اپنی ساری دولت لٹا کر رسول اللہ ﷺ کو دین کے کاموں کے لئے فارغ کردیا تھا اور شعب ابی طالب کی وادی میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینے کے لئے بھوک، پیاس اور بہت تکالیف برداشت کی تھیں۔

بخاری اور مسند احمد میں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اس مطالبہ پر رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینے تک ان سے ناراض ہوکر علاحدہ بالا خانہ میں قیام فرمایا، یہ آیات آجانے کے بعد کبھی کسی بیوی نے اس قسم کا مطالبہ نہیں کیا، جب رسول اللہ ﷺ پر ان آیات کا نزول ہوا تو رسول ﷺ نے فرداً فرداً اپنی بیویوں سے گفتگو کی اور ان کو آزادی واختیار دیا، تب ہر ایک نے اللہ کے فیصلے پر رضامندی ظاہر کردی اور ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینے اور تکالیف کو جھیلتے ہوئے زندگی گذارنے کا وعدہ کیا، ان آیات میں اللہ نے براہ راست رسول اللہ ﷺ کی ازواجؓ سے خطاب کیا اور ان کو دنیا کی چمک دمک، مزے اور عیش و آرام کی زندگی کی چاہت پر رسول اللہ ﷺ سے علاحدگی اختیار کرنے کی آزادی دی، مگر تمام ازواجؓ اللہ ورسول کو چھوڑنے تیار نہ ہوئیں اور آپ ؐ کی اطاعت میں آخرت کی خاطر دنیا کی تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے راضی ہوگئیں، اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہراتؓ اور تمام مؤمن ومسلم خواتین کی ذہن سازی کے لئے اس سورت میں چار عورتوں کا ذکر فرمایا اور ان کی زندگیوں پر غور کرنے کی اشارۃً تعلیم دی، ایک حضرت نوحؑ کی بیوی، دوسری حضرت لوطؑ کی بیوی، تیسری فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ اور چوتھی حضرت مریمؑ۔

حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کی مثال دے کر بتلایا کہ انہوں نے شوہروں

کے ساتھ کیسی نافرمانی کی، وہ اپنے شوہروں کی ہم خیال نہ تھیں، اورانہوں نے ایمان نہیں لایا تھا، دونوں نے اپنے شوہروں کے ساتھ خیانت کی تھی، یہاں خیانت بدکاری کے لئے نہیں بولا گیا، نبی کی بیویاں بدکار نہیں ہوتیں، شوہر کے ساتھ بے وفائی کرنا بھی خیانت ہے، شوہر کے رازوں کا اِفشاء کرنا بھی خیانت ہے، ان کے اعمال درست نہ تھے، حضرت نوحؑ کی بیوی جو بھی ان پر ایمان لاتا وہ اپنی قوم کے لوگوں کو ان کی خبر دے دیتی، عذاب کے وقت آدھے راستے سے واپس چلی آئی، اپنے شوہر کے ساتھ رہنے تیار نہ ہوئی، حضرت لوطؑ کی بیوی شوہر کے پاس ہر آنے والے کی اطلاع اپنی قوم کے بدمعاشوں کو دیتی، اس کو معلوم تھا کہ اس کے شوہر اس کے خلاف تعلیم دے رہے ہیں۔

اس لئے بتلایا گیا کہ وہ اپنے شوہروں کی ہم خیال، رازدار اور وفادار نہیں تھیں، ان کے شوہر پیغمبر ہونے اور نیک لوگوں کے ساتھ رہنے کے باوجود جہنم میں جائیں گی، ان کے شوہر ان کی کچھ بھی مدد نہیں کرسکیں گے، اللہ کے پاس قدر اور کام آنے والی چیز ایمان وعمل ہے، ورنہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ جیسے جلیل القدر نبیوں کی بیویاں ہونا بھی کوئی نفع نہیں دے گا، بڑی سے بڑی نسبت بھی نفع نہیں پہنچائے گی، اس میں اشارہ یہود ونصاریٰ کی طرف بھی ہے، وہ اپنے آپ کو اللہ کے برگزیدہ بندوں کی اولادیں اور اللہ کے محبوب سمجھتے تھے، اور یہ کہ اسی وجہ سے انہیں دوزخ کی آگ کبھی نہیں چھو سکے گی، آج مسلمان بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: اے فاطمہ محمد کی بیٹی! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ! اس لئے کہ مجھے تمہارے بارے میں اللہ کے یہاں کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

اس کے بعد فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ کی مثال دی گئی کہ وہ بدترین دشمنِ خدا کی بیوی اور اس کے شاہی محل میں تھیں، حضرت موسیٰؑ معجزہ دکھانے کے بعد جادوگروں نے ایمان قبول کیا تو انہوں نے اپنے ایمان کو ظاہر کردیا، یہاں ان کی مثال پیش کرکے احساس دلایا گیا کہ وہ شاہی خاندان کی عورت، اس ملک کی خاتونِ اول، ہر قسم کا عیش وآرام، نوکر چاکر، سواریاں، عزت اور مقام ومرتبہ ہونے کے باوجود انہوں نے فرعون اور اس کے دئے

ہوئے عیش و آرام والی زندگی کو ٹھوکر ماردی، اس محل کو گناہ کا سمندر جانا، جہاں شرک کے ساتھ، شراب، ناچ گانا بجانا، عیاشی سے بیزاری ظاہر کر کے غیب پر ایمان لا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا اور ظاہر بات ہے کہ ایمان کا اظہار ہوتے ہی انہیں قید کر دیا گیا ہوگا، کوڑوں کی سزا دی گئی ہوگی، دانے دانے کو ترسا کر بھوکا پیاسا رکھا گیا ہوگا، ساری عزتیں و آرام اور دنیوی عیش و عشرت ختم کر دیا گیا ہوگا، مگر وہ اس گندگی کے سمندر میں رہتے ہوئے فرعون کے محل، اس کے سامانِ عیش، اس کی غذاؤں اور اس کے غلاموں کو حقیر جان کر اللہ کی اَن دیکھی جنت اور اس کے گھر کے لئے دعاء کی اور فرعون کے ماحول کی گندی زندگی سے نجات مانگی، اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعاء کو قرآن مجید میں پیش کر کے ایمان والوں کو یہ تعلیم دی کہ جب انسان پر ایمان کا غلبہ اور اللہ کی محبت بڑھ جاتی ہے تو وہ دنیا کی چمک دمک کے دھوکے اور مختصر زندگی کو لات مار دیتا ہے، یہی کام حضرت آسیہؓ نے کیا کہ محل میں سب کچھ ہونے کے باوجود دنیا کے عیش و آرام کو لات ماردی اور اکیلی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنے آپ کو اس گندگی کے سمندر سے بچا کر مرنا گوارا کیا، جس کی وجہ سے ان کا تذکرہ اللہ نے اپنی آخری وحی قرآن میں کر کے قیامت تک آنے والے مؤمن بندوں اور بندیوں کی تربیت فرما رہا ہے، ان کے پیروں ہاتھوں میں کیل ٹھونک کر اوپر سے پتھر گرا کر شہید کر دیا گیا، وہ کافر دشمنِ خدا فرعون کی بیوی ہو کر بھی اللہ کے پاس بلند درجہ پانے والی بن گئیں، اس میں اللہ نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ اگر کسی عورت کو فرعون جیسا ظالم شوہر ملے یا مخالف حالات ملیں تو وہ بُرے سے بُرے ماحول میں اپنے ایمان کی فکر کرے، ایمان کی حفاظت کرے نہ کہ بُرے ماحول کا ساتھ دے، اس لئے کہ یہ دنیا دار العمل ہے، دار الجزاء نہیں، جو بھی حالات آئیں گے وہ صرف زیادہ سے زیادہ مرنے تک رہ سکتے ہیں۔

پھر حضرت مریمؑ کی مثال پیش کر کے ان کے صبر پر غور کرنے کی تعلیم دی کہ وہ جس زمانے میں پیدا ہوئیں اس وقت بنی اسرائیل کا حال بہت بُرا تھا، وہ انتہائی نیک، پاکباز، ریاضت و عبادت گذار، شروع سے ہمارے (اللہ کے) گھر کی خدمت گذار، ہم نے ان کو

بھری جوانی میں بغیر شادی اور مرد کے حمل عطا کیا اور بیٹا دیا، انہوں نے کوئی واویلا نہیں مچایا، اس پر سارے معاشرے میں لوگ ان کو بُرا بھلا کہنے لگے، یہودی تو آج تک ان پر (نعوذ باللہ) زنا کا الزام لگاتے ہیں، آخر انہوں نے ہماری محبت اور فرمانبرداری میں صبر کیا اور ہم سے ناراض نہیں ہوئیں، برے ماحول سے گھبرایا نہیں اور نہ ناامید ہوئیں؛ بلکہ ساری زندگی ہماری اطاعت میں گذاردی، ہم نے ان کو اونچا مقام و مرتبہ عطا کیا، اس لئے ازواج مطہراتؓ اور مؤمنین سے کہا جارہا ہے کہ اپنے انجام کی فکر کرو، کسی کو نہ چھوڑا جائے گا، چاہے وہ نبی کا بیٹا ہو یا نبی کی بیوی ہو یا بیٹی یا ماں ہو، اللہ کے پاس ایمان وعمل کی ہی قدر واہمیت ہے، انبیاءؑ اور اولیاءؒ کی بیویوں کو بے فکر نہ ہونا چاہئے کہ ہمارے شوہروں کی وجہ سے ان کی نجات ہو جائے گی، ہر مرد وعورت اپنے اپنے عمل کے ذمہ دار ہوں گے۔

ان آیات سے یہ نصیحت ملتی ہے کہ دنیا کی اس زندگی میں کسی کو دولت مند، بے دین، اللہ کا نافرمان شوہر مل سکتا ہے اور کسی کو دیندار غریب شوہر مل سکتا ہے، یقینی بات ہے کہ دیندار غریب شوہر کے پاس کھانے پینے کی عمدہ چیزوں، عمدہ لباس اور سونا چاندی کی بہت بڑی کمی ہوگی، ایسی صورت میں عورت اگر جنتی بننا چاہتی ہے تو غربت میں بھی تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کر کے شوہر کا ساتھ دے اور شوہر کو حرام اور ناجائز مال کما کر دنیا کی چمک دمک اور دنیا کے عیش وآرام کا مطالبہ نہ کرے؛ بلکہ صبر کرتی ہوئی دعاؤں سے اللہ کی مدد حاصل کر کے شوہر کا ساتھ دے اور دین کو پھیلانے اور گھر میں دین کا ماحول رکھنے میں شوہر کی مدد کرے، مسلمان ہونے اور ایمان کے ملنے پر شکر ادا کرے۔

موجودہ زمانہ میں بہت سارے مرد محض عورتوں کے مجبور کرنے اور اولاد کی خاطر حرام مال سے ان کی خواہشات پوری کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، عورتیں خاندان میں دوسری عورتوں کے گھر، لباس، عیش وآرام اور سونا چاندی کو دیکھ کر حرص میں مبتلا ہو کر اپنے شوہروں کو مجبور کرتی ہیں یا جاہلانہ رسموں کا ساتھ دینے شوہروں کو حرام کھانے یا قرض لینے پر مجبور کرتی ہیں، یہ عمل عورتوں کا اللہ کو پسند نہیں ہے، وہ یہ سوچے کہ اللہ نے ان کو رسول ﷺ کی امت میں

پیدا کر کے ایمان والی بنا کر بہت بڑا احسان اور فضل کیا ہے، ان کے لئے تو دنیا قید خانہ ہے۔

اسی طرح بہت ساری دیندار عورتوں کو دولت مند اور بے دین گھرانہ ملتا ہے، ایسی عورتیں حضرت آسیہؓ کی زندگی کو اپنے ذہن میں رکھیں، انہوں نے باوجود دولت اور عیش و آرام کے اللہ کی بغاوت سے انکار کیا اور اللہ کی نافرمانی کے لئے تیار نہ ہوئیں، محض اللہ کی رضاء کے لئے تکالیف کو برداشت کیا؛ یہاں تک کہ اللہ کی محبت واطاعت میں جان قربان کردی، مگر ہمارے اس معاشرے میں دیندار لڑکیاں بے دین گھروں میں بیاہی جانے کے بعد نماز، پردہ اور اپنی دینداری کو چھوڑ دیتی ہیں اور سسرال والوں کے بدعقیدگی اور بداعمالی کے ماحول میں خود بھی ڈھل کر اللہ کی نافرمان اور باغی بن جاتی ہیں، بعض تو حالات کا مقابلہ نہ کر کے خودکشی کرلیتی ہیں اور حرام موت کے حوالے ہوجاتی ہیں، دنیا کی زندگی امتحان کی جگہ ہے، حضرت مریمؑ کے واقعہ سے عورتوں کو بھی نصیحت دی جارہی ہے کہ دنیا میں ان کے ساتھ جو بھی منفی حالات آئیں وہ اللہ کی رضا کی خاطر صبر کے ساتھ برداشت کریں، اس لئے کہ اصل زندگی تو موت کے بعد والی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کی عیش وآرام والی زندگی ہے، انسان کو فکر اس زندگی کی کرنی چاہئے، امتحان گاہ میں جو بھی حالات آئیں وہ اللہ کے واسطے برداشت کرنا اور اللہ کی اطاعت پر قائم رہنا اسی میں انسان کی کامیابی ہے، وقتی حالات میں صبر نہ کر کے آخرت کو برباد نہ کرلینا، عقلمند عورت دین کی سمجھ اور آخرت پر نگاہ رکھ کر حالات کو صبر کے ساتھ برداشت کرتی ہے اور اللہ کا ساتھ دیتی ہے، دین پر قائم رہتی ہے، اللہ کے واسطے اللہ کی محبت میں سب کچھ برداشت کرتی ہے، بعض لڑکیاں شادی دیر سے ہونے پر ناامید ہوجاتی ہیں، حضرت مریمؑ کی تو شادی ہی نہیں ہوئی، بلکہ کنوارے پن میں ہی حاملہ ہوگئیں، ذرا سوچئے انہوں نے کتنا اور کیسے صبر کیا ہوگا؟

بہت سی لڑکیاں شادی نہ ہونے پر خودکشی کرلیتی یا غیر مسلم مردوں کے ساتھ شادی کرلیتی ہیں یا ناامید ہوکر اللہ سے ناراض رہتی ہیں، ان کی نظر آخرت پر نہیں ہوتی، کیا شہوت کے پورا نہ ہونے پر صبر نہیں کیا جاسکتا، دنیا میں جو بھی مصیبت آئے گی اللہ مرنے

کے بعد اس کا اجر بہت زبردست دے گا، ان کو تو آخرت پر نظر رکھنی چاہئے، تقدیر پر ایمان رکھنا ہوگا، یہ عقیدہ رکھنا ہوگا کہ اللہ نے جو بھی تقدیر بنائی ہے اسی کے مطابق ان کی زندگی چلے گی، تقدیر سے ہٹ کر کچھ نہیں ہوگا، کبھی اللہ کی نافرمانی اور بغاوت کا خیال نہ آنے دینا اور اپنے اوپر شیطان کو غلبہ پانے نہ دینا۔

بعض عورتیں شوہر دوسرے ملک میں نوکری کرنے جاتے ہیں تو اپنے قریب کے رشتہ داروں سے ناجائز تعلقات قائم کر لیتی ہیں، اور زنا میں گرفتار ہو جاتی ہیں، ایسی عورتوں کو حضرت مریمؑ کی مثال ذہن میں رکھنا ہوگا، کہ اللہ حضرت مریمؑ کی مثال دے کر ان کے تقویٰ وطہارت کو بیان کر کے امت کی عورتوں کو اپنی شہوت اور نفسانی خواہشات سے دور رہنے کی تربیت فرما رہا ہے، اگر وہ دنیا میں بے شوہر ہی مر جائیں تو انشاءاللہ ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاکباز اور نیک شوہر جنت میں عطا کر سکتا ہے، اللہ بندے بندیوں کے صبر کرنے پر بہترین اجر دیتا ہے۔

اسی طرح بہت ساری مسلمان عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ رہتے ہوئے ہمیشہ ان کی ناشکری ونافرمان بنی رہتی ہیں، اور مختلف باتوں میں طعنے دیتی ہیں کہ تم مجھے کیا خوش رکھے؟ کیا زیور دلائے؟ مجھے میرے ماں باپ سے ہی جو ملا وہی میرے سکھ کا سامان ہے، کبھی ہوٹل میں کھانا نہیں کھلایا، کبھی سیر وتفریح، فلم اور نمائش نہیں لے گئے، کبھی زیور اور بھاری کپڑے اور ساڑیاں نہیں دلائے، ہمیشہ نوکرانی کی طرح مجھ سے کام لیتے رہے، میں تمہارے پاس آکر کبھی سکھ نہیں پائی، اللہ کے رسول ﷺ نے معراج کے موقع پر ایسی ہی عورتوں کو کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے، ایسی عورتیں شوہر کا کھاتی ہیں اور شوہر کے گھر میں رہتی ہیں، پھر لوگوں سے شوہر کی شکایت کر کے کہتی ہیں کہ کنجوس اور بخیل ہے، ایک پیسہ مجھے نہیں دیتا ہے، میری سہیلیوں کے پاس جانے نہیں دیتا، رشتہ کے بھائی بہنوئیوں سے پردہ کرواتا ہے، شاید اس کو مجھ پر شک ہے، بغیر اجازت ماں باپ، بھائی بہنوں کے پاس جانے سے منع کرتا ہے، ماں باپ کا دیوانہ ہے، اگر اُسے داڑھی ہو تو بوڑھے ہونے کا احساس

دلا کر کٹوا دیتی ہے، شوہر غصہ کرے تو فوراً پلٹ کر جواب دیتی ہے، بحث کرتی اور چلاتی ہے اور روٹھ کر دو چار دن بات نہیں کرتی، بعض عورتیں شوہر بڑی عمر کا ملے اور نفسانی خواہش پوری نہ کر سکے تو ذومعنیٰ الفاظ استعمال کر کے طعنے دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ میرے ماں باپ کو کوئی اور نہیں ملا، تم ہی ملے تھے، اس کی فرمانبرادری کرنے کے بجائے اس کو غلام بنا کر رکھتی ہیں، اور اپنے غلط عقائد پر چلاتی ہیں اور جاہلانہ رسمیں کرنے پر مجبور کرتی ہیں، شادی کے نام پر مسلمانوں میں جتنی بھی غیر اسلامی رسمیں ہیں وہ سب بے دین جاہل عورتوں ہی کی ایجاد کردہ ہیں، ایسی عورتیں مرد کو بڑا نہیں مانتیں، ان پر اپنی حکومت چلاتی ہیں، مرد کچھ سخت بات کرے تو ناراض ہو کر رات کو قریب آنے نہیں دیتیں، یا میکے چلی جاتی ہیں۔

اللہ نے ان آیات میں حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کا تذکرہ کر کے مسلمان عورتوں کو اپنے شوہروں کی نافرمانی سے روکا اور اطاعت وفرمانبرداری کرنے کی تعلیم دی، یہ تمام اعمال بے دین اللہ سے نڈر، آخرت سے غافل عورتوں میں پیدا ہوتے ہیں، عورتوں کے یہ سب اعمال اللہ ورسول کی نافرمانی اور بغاوت ہیں، مومنہ عورت اللہ ورسول کے احکام میں صبر کرتے ہوئے شوہر کے ساتھ زندگی گذارتی ہے، شوہر کی کبھی مخالفت نہیں کرتی اور نہ شوہر کی کسی کے سامنے شکایت کرتی ہے، اپنے شوہر کی کمزوریوں کو دوسروں سے چھپاتی ہے، اس کے ساتھ بحث ومباحثہ نہیں کرتی، پلٹ کر جواب نہیں دیتی، وہ شوہر کو بڑا اور اپنے کو اس کا ماتحت سمجھتی ہے، اس کی رازدار بنی رہتی ہے اور سکھ دُکھ میں ساتھ دیتی ہے۔

آج کل بے تربیت یافتہ لڑکیاں شوہر سے نا اتفاقی ہو جائے یا طلاق ہو جائے تو حکومت کے غلط قانون سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے دفعہ 498 کا جھوٹا مقدمہ ڈال کر اس پر غلط الزمات لگاتی ہیں اور بعض تو اُس پر نامردی کا بھی الزام لگاتیں اور اپنی آخرت کو برباد کر لیتی ہیں اور شیطان کا ساتھ دیتی ہیں، کسی کا یہ عالم ہے کہ وہ شوہر سے بحث ولڑائی جھگڑے پر بددعائیں دیتیں ہیں اور گالیاں بھی دیتی ہیں۔

☆☆☆☆☆